REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۷

شمارہ ۲

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین:- جاوید اقبال اختر ۔ محمد انعام غوری

شرح چندہ

سالانہ ۱۵ روپے

ششماہی ۸ روپے

ممالکِ غیر ۳۰ روپے

فی پرچہ ۱۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN Pin 143516.

۲ صفر ۱۳۹۸ ہجری ۔ ۱۲ صلح ۱۳۵۷ ہش ۔ ۱۲ جنوری ۱۹۷۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۹ صلح (جنوری) ۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲ جنوری ۷۸ء کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے ۔ الحمد للہ ۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں ۔

قادیان ۹ صلح (جنوری) ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔ الحمد للہ ۔

البتہ محترمہ بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو جلسہ سالانہ کے بعد سے BRONCHITIS کی تکلیف چل رہی ہے ۔ احباب محترمہ موصوفہ کی صحتِ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے ۔ آمین ۔

ربوہ میں جماعتِ احمدیہ کے ۸۵ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے بصیرت افروز خطاب کا ملخص اور دیگر ایمان افروز کوائف

جلسہ سالانہ ربوہ کے معاً بعد غیر ملکی مہمانوں کی قادیان میں آمد کے نتیجہ میں جلسہ سالانہ ربوہ کے جو ایمان افروز کوائف ہمیں موصول ہوئے وہ اخبار بدر کی اولین اشاعت (مجریہ ۵/۱/۷۸) کے ذریعہ قارئین کرام تک پہنچائے جاچکے ہیں ۔ اب جوں جوں اخبار الفضل کے پرچے ہمیں موصول ہوتے جارہے ہیں، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے رُوح پرور خطبات اور دیگر وہ تفاصیل جو اَب تک قارئین بدر کے علم میں نہیں لائی جاسکیں، اگلی اشاعتوں میں شائع کی جاتی رہیں گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

اس وقت سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی خطاب کا ملخص اور بعض دیگر کوائف جو اخبار الفضل مورخہ ۲۷/۱۲/۷۷ میں شائع ہوئے ہیں، ذیل میں درج کئے جارہے ہیں ——— (ایڈیٹر بدر)

ربوہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۸ ہجری (۲۶ فتح ۱۳۵۶ ہش / ۲۶ دسمبر ۱۹۷۷ء) آج بروز دوشنبہ جماعتِ احمدیہ کا پچاسی واں مقدس و بابرکت جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے بے حد و حساب فضلوں اور رحمتوں کے درمیان اپنی تمام مخصوص برکات کے ساتھ اسلامی اخوت و محبت کے روح پرور ماحول میں شروع ہوگیا ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک نہایت ایمان افروز خطاب اور اجتماعی دعا کے ساتھ اس کا افتتاح فرمایا ۔ حضور کے اس افتتاحی خطاب کے وقت وسیع و عریض جلسہ گاہ سامعین سے پُر ہوچکی تھی ۔ جن میں پاکستان کے کونے کونے سے تشریف لانے والے احمدی احباب کے علاوہ بیرونی ممالک سے آنے والے وہ دوست بھی شامل تھے جنہوں نے انفرادی طور پر یا وفود کی صورت میں مختلف ممالک کی احمدی جماعتوں کے نمائندوں کے طور پر جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق و سعادت پائی ۔ ان کی تعداد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سالِ گزشتہ کی نسبت خاصی زیادہ ہے ۔ چنانچہ صرف امریکن احمدیوں کا وفد ۳۳ - افراد پر مشتمل ہے ۔ جو مکرم عبدالرحیم صاحب ظفر امیر جماعت احمدیہ ڈیٹن (اوہائیو) کی سرکردگی میں یہاں پہنچا ہے ۔ ان میں ۱۵ امریکن نو مسلم بہنیں بھی شامل ہیں ۔ انڈونیشین احمدیوں کا وفد ۱۳۱ اصحاب پر مشتمل ہے جن میں ۱۸ خواتین ہیں ۔ غانا (مغربی افریقہ) سے ۶ افریقن احمدیوں کا وفد اس دفعہ آیا ہے ۔ جلسہ کی پہلے دن کی رپورٹ کے مطابق مندرجہ بالا ممالک کے علاوہ انگلستان، مغربی جرمنی، سویڈن، ڈنمارک، ٹرینیڈاڈ، جزائر فجی، ماریشس، ملائیشیا، نائیجیریا اور سیرالیون کی جماعتوں کے نمائندگان بھی تشریف لائے ہیں ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نو بجکر ۱۸ منٹ پر بذریعہ کار جلسہ گاہ میں تشریف لائے ۔ جونہی حضور سٹیج پر رونق افروز ہوئے، جلسہ گاہ کی پوری فضا اللہ اکبر، اسلام زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد کے نعروں سے گونج اُٹھی ۔ چونکہ احباب ابھی بکثرت تشریف لا رہے تھے اس لئے حضور نے کچھ وقت اُن کا انتظار فرمایا ۔ بعدہٗ مکرم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب آف سرگودھا نے تلاوتِ قرآن پاک کے ساتھ کارروائی کا آغاز کیا ۔ تلاوت کے بعد مکرم الحاج شبیر احمد صاحب (وکیل المال اوّل) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے چند منتخب اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائے ۔ تلاوت و نظم کے بعد ۹ بجکر چالیس منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان اپنا ایمان افروز افتتاحی خطاب شروع فرمایا ۔ جس کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا، ہمارا یہ جلسہ دوسرے عام جلسوں یا اجتماعوں کی طرح کوئی معمولی جلسہ نہیں ہے ۔ اس کی بنیاد رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس عظیم رُوحانی فرزند کے ہاتھ سے خدا تعالیٰ نے رکھی جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ مہدی موعود دنیا میں آئے تو میری طرف سے اُسے سلام پہنچایا جائے ۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

خلاصہ خطبہ جمعہ!

(فرمودہ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۷ء)

ربوہ ۲۳ فتح (دسمبر) جامع مسجد اقصیٰ میں آج نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پڑھائی ۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں قرآن مجید کی آیت

يَآ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝

(الانشقاق آیت ۷)

کی پُر معارف تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر انسان کو وصالِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے خود اپنی بساط کے مطابق پوری کوشش کرنی چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے نوازتے ہوئے اس کے لئے اپنی لقا کے سامان پیدا فرمائے ۔ خود کوشش کرنے سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ انسان کو رضائے الٰہی کی کوشش کرنے کے بارے میں آزادی دی گئی ہے ۔ اور یہ کہ کوئی دوسرا شخص اس کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان حائل ہوکر اس کی لقائے الٰہی کے حصول کی کوشش کو ناکام نہیں بنا سکتا ۔ ہمیں ایک طرف تو یہ بشارت دی گئی ہے کہ باوجود اس کے کہ قربِ الٰہی ایک انمول موتی ہے اور انسانی کوشش کی اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بالمقابل کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ تاہم اگر وہ صحیح نیت اور اخلاص کے ساتھ اپنے دائرۂ استعداد کے مطابق رضائے الٰہی کیلئے پوری کوشش کرے گا تو اسے خدا تعالیٰ ضرور مل جائے گا لیکن دوسری طرف انسان پر ذمہ داری بھی عظیم عائد کی گئی ہے اور اس ذمہ داری میں کوئی اور شامل نہیں ہو سکتا ۔ نہ کوئی اس راہ میں حائل ہوسکتا ہے ۔

آخر میں حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے کی توفیق دے اور اس بارہ میں بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عظیم اُسوہ ہمارے لئے قائم فرمایا ہے ہم اسے پہچانیں اور

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا ۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

آج کی دُکھی دنیا ایک ایسی جماعت کی محتاج ہے جو محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چل کر بلا امتیاز ہر ایک سے ہمدردی اور پیار کرے

ربوہ میں جماعتِ احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے تیسرے روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز اختتامی خطاب

قادیان ۸ رجنوری۔ اخبار الفضل کے ذریعہ جلسہ سالانہ ربوہ کے جو کوائف معلوم ہوئے ہیں اُن کا کچھ حصہ گزشتہ اشاعت میں دیا جا چکا ہے۔ جلسہ سالانہ کے تیسرے روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو بصیرت افروز اختتامی خطاب فرمایا، ذیل میں اس کا خلاصہ "الفضل" سے نقل کر کے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

۲۸ دسمبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

۲۸ دسمبر کو یعنی جلسہ کے آخری روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈیڑھ بجے بذریعہ کار جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ حضور نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں جبکہ وسیع و عریض جلسہ گاہ اور جلسہ گاہ کے باہر بھی دور دور تک نمازی پھیلے ہوئے تھے۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کرسئ صدارت پر جلوہ افروز ہوئے تو پوری فضا اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ انسانیت زندہ باد۔ محسنِ انسانیت (صلے اللہ علیہ وسلم) زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد کے پُرجوش اور فلک شگاف نعروں سے گونج اُٹھی۔ غانا سے آنے والے ایک افریقن احمدی دوست نے بالخصوص بڑے جوش اور جذبہ کے ساتھ اسلامی نعرے لگائے اور جب انہوں نے دیگر نعروں کے ساتھ ہی غانا زندہ باد کا نعرہ لگایا تو جملہ حاضرین جلسہ اس میں بھی ان کے ساتھ شامل ہوئے۔

دو بجے کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو کہ مکرم قاری حافظ محمد عاشق صاحب نے کی۔ تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت مکرم الحاج چوہدری شبیر احمد صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ منظوم کلام میں سے فارسی اور اُردو کے چند منتخب اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائے۔ بعدہٗ مکرم ثاقب صاحب زیروی مدیر ہفت روزہ لاہور نے اپنی ایک نعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خوش الحانی کے ساتھ پڑھی۔ اِن دونوں نظموں کے پڑھے جانے کے بعد ۲ بج کر ۳۵ منٹ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنا نہایت بصیرت افروز علمی خطاب شروع فرمایا حضور نے اپنے خطاب کے آغاز میں فرمایا کہ ہر عقل مند انسان کے لئے یہ سوال سب سے زیادہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے کہ اس پُوری دُنیا کے بنانے اور انسان کی پیدائش کی آخر غرض اور مقصد کیا ہے؟ اگر ہم آج کی مہذب دُنیا پر ایک نگاہ ڈالیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دُنیا اپنی سمت بھُول چکی ہے۔ درحقیقت انسانی زندگی کے مقصد کو انسان خود معلوم نہیں کر سکتا جب تک کہ خود اُسے پیدا کرنے والا اُسے یہ نہ بتائے کہ تمہاری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ حضور نے بتایا کہ اِس غرض سے جب ہم اللہ تعالیٰ کے آخری اور مکمل کلام یعنی قرآنِ کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اُس نے اِس بارہ میں ہماری مکمل راہ نمائی کی ہے اور بتایا ہے کہ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اس کا بندہ بننا اور اس سے زندہ تعلق قائم کرنا ہی انسانی پیدائش کا مقصد ہے۔ جب ہم انسانی فطرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں علم ہو جاتا ہے کہ واقعی اس کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کی تلاش اور اس سے تعلق قائم کرنے کا جذبہ موجود ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی رو سے انسان کو اسی لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خدا کی پرستش کرے، اس کی معرفت حاصل کرے۔ اور اس کے لئے ہی اپنے آپ کو وقف کر دے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی صفات ہیں جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا عبد بنا دیتی ہیں۔ سو اس پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ میں بیان کردہ چار بنیادی صفات الٰہیہ (اُمّہات الصفات) ایسی ہیں جن کا انسان کو اپنے تئیں مظہر بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ وہ خدا کا عبد کہلانے کا مستحق بن سکے۔

حضور نے قدرے تفصیل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی چار بنیادی صفات، ربّ۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالکِ یوم الدّین کی خصوصیات اور اُن کے دائرۂ کار پر روشنی ڈالی اور بڑے لطیف پیرایہ میں بتایا کہ ان چاروں صفات میں ہمیں ایک کامل اتصال وحدت اور حُسن نظر آتا ہے اور ربوبیت میں جا کر یہ چاروں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ حضور نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا رنگ اپنے اُوپر چڑھانے کے لئے جن طاقتوں اور استعدادوں کی ضرورت ہے وہ سب اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں۔ اور اس بارے میں اسے صاحب اختیار بنایا ہے۔ اس کی تمام کمزوریوں کے باوجود ہر وقت توبہ کا در کھُلا رکھا ہے۔ اور کسی کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ رُوحانی بیماری کی اِصلاح کی کوشش میں حائل ہو سکے۔

اس کے بعد حضور نے اِن صفات کو اپنانے کے سلسلے میں انسان کو قرآن کریم نے جو اُصولی اور بنیادی ہدایات دی ہیں اُن میں سے بعض پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ قرآن کریم کی رُو سے خیر اُمّت کے افراد ہونے کے لحاظ سے ایک مسلمان پر کیا کیا ذمّہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ حضور نے بتایا کہ اسلام نے تمام مخلوق کے حقوق قائم کئے ہیں۔ اور ہر ایک کی استعدادوں کے کامل نشو ونما کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اور وہ ہر مومن سے یہ توقّع رکھتا ہے کہ وہ ہر ایک کو اس کا حق دے۔ ہر ایک کی سچی خیر خواہی اور ہمدردی کرے۔ اور اس بارہ میں مذہب و ملّت یا مومن و کافر ہونے کا کوئی امتیاز نہ کرے۔ حضور نے اس بارہ میں سیّدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اُسوۂ حسنہ کا ذکر کیا اور فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کے مطہّر دل میں مخلوقِ خدا کے لئے جو ہمدردی اور شفقت موجزن تھی، آپ کی اُمّت کے افراد ہونے کے لحاظ سے ہمیں بھی اس کی پیروی کرنی چاہیئے۔ آج کی دُکھی دُنیا ایک ایسی جماعت کی محتاج ہے جو ہر ایک کا حق قائم کرے۔ اور پھر اُسے ادا کرنے کی کوشش کرے اور محبت و پیار کے ساتھ نوعِ انسانی کے قلوب کو جیت کر انہیں محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے قدموں میں لا ڈالے۔ (اس موقع پر حضور کے ارشاد پر جملہ حاضرینِ جلسہ نے محسنِ انسانیتؐ زندہ باد کا پُرجوش نعرہ لگایا)

جامع دُعائیہ فقرات

آخر میں حضور نے فرمایا اب ہم دُعا کے ساتھ اِس جلسہ کو ختم کرتے ہیں۔ اِس دُعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ آئندہ سال پھر ہمیں اِس جلسہ میں شامل ہونے کی بلکہ پہلے سے زیادہ تعداد میں آنے اور پہلے سے زیادہ اس کی برکات کو حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ جو دوست جلسہ میں آنے کی تڑپ رکھتے تھے مگر جائز عذرات کی وجہ سے نہیں آ سکے، اللہ تعالیٰ اُن کے بھی درد کا مداوا کرے۔ اِس زمانہ میں خدا نے جن عظیم بشارتوں کا غلبۂ اسلام کے بارے میں وعدہ کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ انہیں یا کم از کم اُن کے ایک حصّہ کو ہماری زندگیوں میں پورا کرے تاکہ ہماری رُوحیں بھی خوش اور مطمئن ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو قبول کرے اور احسن جزاء دے۔ اپنی محبّتِ ذاتیہ ہم میں پیدا کرے اور پھر ہمیشہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ جو مبلّغینِ اسلام دُنیا کے مختلف حصّوں میں تبلیغِ اسلام میں مصروف ہیں وہ بھی ہماری دِلی دُعاؤں کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی زبان اور اُن کے قلم میں برکت ڈالے اور وہ اسلام کے نُور کو پھیلانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور ہماری نسلوں کو بھی اپنے مقام کو سمجھنے کی توفیق دے اور اپنی اولادوں کی صحیح تربیت کرنے کی بھی توفیق بخشے۔ قرآن کریم کو پڑھنے اور پھر اس پر عمل کرنے کا شوق ہم میں پیدا کر دے۔ اور ہماری ہر نسل پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ شاہراہِ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتی چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اموال میں بھی برکت دے۔ ہم اس کی رضا میں ہی زندہ رہیں اور اس کی رضا کی حالت میں ہی ہمارا دم نکلے آؤ اب ہم دُعا کر لیں۔

اِس کے بعد حضور نے لمبی پُرسوز اجتماعی دُعا کرائی اور پھر احباب کو واپس جانے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالےٰ آپ سب کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ اس اجتماعی دُعا کے ساتھ جماعت احمدیہ کا پچاسیواں جلسہ سالانہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہُوا۔ الحمد للہ ✽ (الفضل ۲۹/۱۲/۷۷)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی ذات میں واحد و یگانہ ہے اسی طرح اس کی تمام صفات بھی بے مثل و مانند ہیں

وہ ہر چیز کا مالکِ مطلق ہے اور اس کے سامنے ہمارے سارے حقوق باطل اور کالعدم ہو جاتے ہیں

لجنہ جلسہ سالانہ کے جو مہمان خانے بنوا رہی ہے مستورات اس کے اخراجات پورے کریں تا کہ جلسے سے قبل مکمل ہو جائیں

اللہ تعالیٰ نے ایک احمدی کے دل میں بڑی وسعت دی ہے یہی وجہ ہے کہ گذشتہ سال مقامی احباب نے زیادہ سے زیادہ مہمان اپنے گھروں میں ٹھہرائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۱ اخاء ۱۳۵۶ ہش مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

پہلے تو میں جلسہ سالانہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے۔ جلسہ کے متعلق بہت سے کام ربوہ والوں نے کرنے ہوتے ہیں اور بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں جو ربوہ ہی میں کئے جاتے ہیں لیکن ان کو کرنے والے احمدی ربوہ میں بھی رہتے ہیں اور بہت سے احمدی باہر بھی رہنے والے ہیں۔ مثلاً ایک ایسا کام یہ ہے کہ جگہ کی تنگی کے نتیجہ میں

مہمان خانے بنانے کی ضرورت

محسوس ہوئی۔ جگہ کی تنگی اس وجہ سے خصوصاً شدید ہو گئی کہ ہمارے تعلیمی ادارے جو جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعت کے بہت سے مہمانوں کو اپنے اندر سما لیتے تھے اور وہاں ان کا انتظام ہوتا تھا۔ تو میا ہے جانے کے بعد متعلقہ افسران نے خدا جانے کس مصلحت کی بنا پر اس غرض کے لئے ان تعلیمی اداروں کی عمارات دینے سے انکار کر دیا اس لئے جماعت نے جلسہ کے لئے مہمان خانے بنانے شروع کئے۔ ان میں سے کچھ ہمارے مغرب کی طرف بھی ہیں۔ کچھ مہمان خانے بن چکے ہیں کچھ بن رہے ہیں اپنے وقت پر تیار ہو جائیں گے۔ لیکن مجھے لجنہ اماء اللہ کی طرف سے کہا گیا ہے کہ میں احمدی مستورات کو اس طرف متوجہ کروں کہ لجنہ، جلسہ کے لئے مستورات کے استعمال کی خاطر جو مہمان خانہ تیار کروا رہی ہے اس کا خرچ پہلے اندازے سے بڑھ گیا ہے کیونکہ بہت سی چیزوں کی

قیمتوں میں اضافہ

ہو گیا ہے اس لئے وہ اس مہمان خانہ کو مکمل کرنے میں کچھ تنگی محسوس کر رہی ہیں۔ پس میں احمدی مستورات سے کہوں گا کہ یہ کام انہوں نے کرنا ہے اگر یہ جلسہ سے پہلے ہو جائے تو باہر سے آنے والی بہنوں کے لئے بہت سی سہولت کا سامان پیدا ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے احمدی مستورات کے دل میں بڑی وسعت پیدا کی ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ چونکہ بہت بڑا مسقف حصہ تعلیمی اداروں کے نہ ملنے کی وجہ سے جلسہ سالانہ کو میسر نہیں ہو گا اس لئے تنگی پیدا ہو گی۔ اور جب پہلے سال یہ حالات پیدا ہوئے تو میں نے ربوہ والوں سے کہا کہ تم بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدیؑ کی طرف منسوب ہونے والے ہو اور جو باہر سے آنے والے مہمان ہیں وہ بھی مہدی اور مسیح علیہ السلام کے مہمان ہیں۔ ان کو اپنے سینہ سے لگاؤ، اپنے گھروں میں ان کو جگہ دو، ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ چنانچہ بہت بھاری اکثریت نے اللہ تعالیٰ سے یہ توفیق پائی کہ وہ اسی کی رضا کے لئے ان مہمانوں کو اپنے گھروں میں ٹھہرائیں اور ہمیں کوئی خاص دقت محسوس نہیں ہوئی۔ لیکن جیسا کہ دوست جانتے ہیں ہر سال مہمانوں کی تعداد میں، جلسہ سالانہ کی حاضری میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے ہم امید رکھتے ہیں کہ یہ جلسہ جو آ رہا ہے اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد گذشتہ سال سے زیادہ ہو گی۔

جگہ کی زیادہ ضرورت ہو گی

جتنی جگہ بنائی جا سکتی ہے بنا دیں اور پھر جتنے مہمان اپنے گھروں میں سمائے جا سکتے ہیں سمائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو بھی کوفت اور خفت سے محفوظ رکھے اور آنے والوں کو بھی تکلیف سے بچائے اور آپ ہر دو کے لئے یعنی یہاں کے رہنے والوں کے لئے بھی اور باہر سے آنے والوں کے لئے بھی اپنی رحمتوں اور برکتوں کے سامان پیدا کرے۔

میں نے جو سلسلۂ مضمون شروع کیا تھا اب میں اس کے ایک حصہ کی طرف آتا ہوں۔ دو خطبے میں نے دئے ہیں پہلا تو اصولی تھا۔ بہت سی باتیں اسلامی تعلیم کے متعلق میں نے بتائی تھیں اور پھر خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق اسلام نے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ مختصراً بیان کی تھی۔ جہاں تک خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کا تعلق ہے انسان مختصراً ہی کچھ کہہ سکتا، کچھ سُن سکتا اور کچھ سمجھ سکتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے اور انسان ہر جہت اور ہر پہلو سے محدود ہیں جکڑا ہوا ہے۔ اس کی طاقتیں بھی محدود، اس کی عقل بھی محدود، اس کی فراست بھی محدود اور اس کی زندگی بھی محدود۔ وہ اپنی چھوٹی سی زندگی میں خواہ ۷۰۔۸۰ سال کی ہو تب بھی خدا تعالیٰ کے متعلق سب کچھ کیسے جان سکتا ہے۔ جو کہ غیر محدود ہے اپنی ذات میں بھی اور جو کہ غیر محدود ہے اپنی صفات میں بھی۔ اور آج میں [illegible] کے متعلق مضمون شروع کر رہا ہوں۔

صفاتِ باری کے متعلق جو

دو چار باتیں

میں کہوں گا ان میں سے پہلی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی ذات کی طرح اس کی صفات بھی بے مثل و مانند ہیں۔ یعنی نہ اس کی ذات کی کوئی مثل ہے اور نہ کسی اور وجود میں اس جیسی صفات یا کوئی ایک صفت ہمیں نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں بھی بے مثل و مانند ہے۔ جب ہم اسلامی تعلیم کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی دو قسم کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے ایک کو تنزیہی صفات کہا گیا ہے اور ان میں خدا تعالیٰ کے بے مثل و مانند ہونے میں کسی کو کبھی شبہ نہیں نہ کمزور دماغ والے کو اور نہ اُسے جس کے دماغ میں شیطان وسوسہ ڈالے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی ایسی صفات ہیں جو ان جلوؤں سے تعلق رکھتی ہیں کہ جہاں مخلوق کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے وہ تنزیہی صفات ہیں وہ خدا ہی کی ہیں اور خدا ہی انہیں بہتر جانتا ہے۔ ہمیں اس کے متعلق اشارے مل جاتے ہیں لیکن اس کی کُنہ کو انسان نہیں سمجھ سکتا اور حقیقت یہ ہے کہ دوسری قسم کی صفات کی کُنہ کو بھی جاننا مشکل ہے۔ بہرحال تنزیہی صفات کے بارے میں کسی شبہ اور شک یا وسوسے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ان میں

خدا تعالیٰ بے مثل و مانند ہے

دوسری قسم کی صفات کو ہم اسلامی تعلیم کی روشنی میں تشبیہی صفات کہتے ہیں۔ وہ صفات اس وجہ سے تشبیہی ہیں کہ انسان کے اندر بھی ان صفات سے ملتی جلتی صفات پائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ انسان کو اللہ تعالےٰ نے اپنا عبد بننے کے لئے پیدا کیا اور اس کو یہ قوت دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپنی صفات پر چڑھائے اور اسے یہ ہدایت کی گئی کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ خدا تعالےٰ کی صفات کے مطابق اپنی زندگی کے دن گذارو۔ اس واسطے ہمیں نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ بینا ہے دیکھتا ہے بصیر ہے اور انسان بھی دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی سُنتا ہے اور انسان بھی سُنتا ہے۔ خدا تعالیٰ رحیم ہے اور انسان کو بھی خدا تعالیٰ نے

رحم کرنے کی قوت

اور طاقت عطا کی ہے۔ خدا تعالےٰ بھی کریم ہے اور انسان کو بھی خدا تعالےٰ نے کریم ہونے کی قوت اور طاقت عطا کی ہے۔ خدا تعالیٰ خالق ہے اس نے کُن کے ساتھ کائنات کو پیدا کر دیا اور انسان کو بھی اس نے یہ طاقت دی ہے کہ وہ

تجزیہ کے ذریعے

یا جوڑ کر نئی چیزیں نکالے جن کو وہ نئے استعمال میں لائے۔ مثلاً بہت سی دوائیاں اس نے بنائیں۔ گو وہ شاید اتنی مفید نہ ہوں جتنی کہ اپنی اصلی شکل میں جس طرح کہ خدا نے ان کو پیدا کیا ہے مفید ہیں لیکن بہرحال انسان سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ افیم ہے کہ طب یونانی اس کو اپنی اصل شکل میں، قدرتی شکل میں، جس طرح کہ خدا نے اس کو بنایا ہے اپنے نسخوں میں بڑی کثرت سے استعمال کیا۔ انسان نے اس کا تجزیہ کیا اور جو میرا آخری علم ہے وہ یہ ہے کہ چھتیس اجزاء اس میں سے نکالے گئے ہیں اور اس کے بعد اور نکل آئے ہوں گے اور مختلف اجزاء کو مختلف مقاصد کے حصول کے لئے انسان نے استعمال کیا۔ کوئی کسی بیماری کے علاج کے لئے استعمال کیا کوئی کسی بیماری کے علاج کے لئے۔ انسان نے جوڑ توڑ کے ساتھ چیزیں بنائیں۔ ایک تو ہے تجزیہ کرنا اور ایک ہے چیزوں کو جمع کرنا۔ ان دونوں سے وہ خلق کرتا ہے۔ غرض ایک ملتی جلتی چیز انسان کے اندر بھی پائی جاتی ہے۔ پس ایسی صفات جو اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ایسے رنگ میں انسان پر جلوہ گر ہوئیں کہ وہ ان کو اپنا لے، ان کا رنگ اپنے اوپر چڑھا لے اور

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ

ہدایت پر عمل کر سکے۔ اس قسم کی صفاتِ باری کو تشبیہی صفات کہا جاتا ہے۔

لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو تشبیہی صفات میں سے بھی کوئی صفت ایسی نہیں کہ انسان اس صفت میں خدا تعالےٰ کی مثل اور مانند بن جائے بہت سی صفات ہیں سب میں تو میں اس وقت نہیں جا سکتا کچھ مثالیں دوں گا تاکہ آپ سمجھ جائیں۔ میں نے بتایا تھا کہ انسان کو حواس دیئے گئے بہت کچھ سیکھنے کے لئے۔ اور ان میں سے ایک سُننا ہے۔ ہمارے سارے تعلیمی ادارے شنوائی کی حس پر ہی چل رہے ہیں اور ترقی کر رہے ہیں۔ استاد لیکچر دیتا ہے اور شاگرد سُنتا ہے اور خدا تعالےٰ بھی سُنتا ہے وہ ہماری دعاؤں کو سُنتا ہے اور ہم پر رحم کرتا ہے اور ہماری دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ میں بھی سُننے کی صفت اور شنوائی کی صفت ہے اور انسان میں بھی ہے لیکن

خدا تعالیٰ کی شنوائی کی صفت

اور انسان کی شنوائی کی صفت میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ دونوں سُنتے ہیں اس لئے اس صفت میں انسان خدا کے برابر ہو گیا خدا تعالیٰ کا شریک بن گیا۔ نہیں۔ خُدا کی شنوائی کی صفت بھی بے مثل و مانند ہے۔ اس لئے کہ ایک تو انسان کو شنوائی کے لئے کانوں کی ضرورت ہے یعنی اس کے اپنے جسم میں ایک ایسا آلہ ہونا چاہیئے جو سُن سکے اور دوسرے اس کی شنوائی ہَوا کی محتاج ہے، صَوتی لہریں جو ہَوا میں آتی ہیں ان کے بغیر وہ سُن نہیں سکتا خواہ کان موجود ہوں تب بھی نہیں سُن سکتا اور تیسرے اس لئے کہ وہ محدود ہے، کئی لحاظ سے محدود ہے۔ مثلاً میں یہاں بول رہا ہوں یہ بظاہر چھوٹی سی مسجد ہے لیکن اگر لاؤڈ سپیکر نہ ہو تو جو دور بیٹھے ہیں ان کے کان میری آواز نہیں سُنیں گے۔ فاصلہ حد بندی کر رہا ہے۔ اب میں یہاں بول رہا ہوں لیکن اس لاؤڈ سپیکر کے باوجود میری آواز چنیوٹ نہیں سُن رہا، میری آواز لاہور نہیں سن رہا، میری آواز راولپنڈی نہیں سن رہا، پشاور نہیں سُن رہا، کراچی نہیں سُن رہا۔ پس فاصلوں کی ایک حد بندی ہے۔ صَوتی لہریں

ایک خاص قسم کی طاقت

ہو تب انسان سُن سکتا ہے۔ پس ایک تو انسان محتاج ہے کان کا، دوسرے وہ محتاج ہے ہَوا کا اور تیسرے یہ کہ پھر بھی اس کی شنوائی محدود ہے لیکن خدا تعالےٰ کی شنوائی نہ کان کی محتاج ہے، نہ ہَوا کی محتاج ہے، نہ کسی اور چیز کی محتاج ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور غیر محدود ہے۔ اتنی وسیع کائنات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے بعض آیات قرآنیہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ اس یونیورس (universe) کے، اس کائنات کے اور اجرام میں بھی انسان سے ملتی جلتی آبادی پائی جاتی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل اور شعور دیا ہے اور صاحب اختیار بنایا ہے۔ اتنی بڑی کائنات کہ جس کے کناروں سے بھی ہم اپنے علم کے لحاظ سے آگے نہیں بڑھے اس ساری کائنات میں جو بھی آواز ہو خدا تعالےٰ اس کو سُنتا ہے۔ لیکن نہ اس کے کان ہیں، کیونکہ جسم ہی نہیں ہے، اور نہ وہ ہَوا کا محتاج ہے اور نہ اس کی سُننے کی یہ طاقت، یہ صفت محدود ہے۔ بلکہ اس کی سُننے کی صفت غیر محدود ہے، اس کی کوئی حد ہی نہیں۔ پس خدا تعالےٰ کی شنوائی اور

انسان کی شنوائی

کچھ ملتی ضرور ہیں لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انسانی صفت خدا تعالےٰ کی صفت کی مثل بن گئی اور خدا تعالےٰ کی صفت کی مانند بن گئی۔

پھر انسان کی بینائی ہے۔ انسان اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے لیکن دیکھنے کے لئے صرف آنکھ کی ضرورت نہیں بلکہ وہ روشنی کا بھی محتاج ہے آنکھ ہوتے ہوئے بھی اگر بالکل اندھیری کوٹھری ہو اور ذرا بھی روشنی نہ ہو تو وہ بالکل دیکھ نہیں سکتا۔ اور پھر اس کی نظر محدود ہے، کئی لحاظ سے محدود ہے لیکن یہاں پھر میں فاصلے کی مثال دیدیتا ہوں۔ کچھ فاصلے کے بعد انسان کی نظر دیکھ نہیں سکتی بالکل صحیح اور تندرست نظر بھی نہیں دیکھ سکتی۔ پس انسان کی نظر محدود ہے۔ وہ روشنی کی محتاج ہے، آنکھ کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ بغیر جسمانی آنکھوں کے دیکھتا ہے اور اس کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور آیت ۳۶)

اور اس کی نظر غیر محدود ہے۔

اسی طرح انسان کی بعض ایسی صفات ہیں جن سے وہ علم حاصل کرتا ہے۔ انسان کا علم کسبی

معلّم کا محتاج

ہے اور پھر محدود ہے۔ یہ معلّم کوئی دوسرا انسان بھی ہو سکتا ہے۔ یہ معلّم واقعات بھی ہو سکتے ہیں، یہ معلّم ماحول بھی ہو سکتا ہے۔ یہ معلّم سائنس کی لیبارٹری میں سائنس کا آپریشن بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال انسان

علم کے حصول کے لئے کسی معلم کا محتاج ہے اور اس کے باوجود محدود ہے انسان غیر محدود علم حاصل نہیں کر سکتا۔ مگر اللہ تعالےٰ کا علم کسی جہت سے بھی کسی معلم کا محتاج نہیں اور بایں ہمہ وہ غیر محدود ہے۔ اِس لحاظ سے خدا کے علیم ہونے اور انسان کے بھی عالم ہونے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کچھ مشابہت کے باوجود ہم نہیں کہہ سکتے کہ خدا تعالےٰ اپنی مشابہت میں بے مثل و مانند نہیں۔ اسی طرح انسان کے پیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور وقت کی محتاج ہے لیکن خدا تعالےٰ کی پیدا کرنے کی قدرت نہ مادہ کی محتاج ہے اور نہ وقت کی محتاج ہے۔ انسان موٹر بناتا ہے، ہوائی جہاز بناتا ہے، آٹا پیسنے کی مشینیں بناتا ہے، کپڑا بُننے کے کارخانے بناتا ہے وغیرہ وغیرہ ہزاروں چیزیں ہیں جن میں خلق کا ایک پہلو آتا ہے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ مادہ توڑنے اور تجزیہ کرنے سے یا جوڑنے سے چیزیں بناتا ہے لیکن

خدا تعالےٰ کی صفتِ خلق

مادہ کی محتاج نہیں اور غیر محدود ہے۔ خلق کے بھی مختلف جلوے ہیں۔ کچھ حصّے کے متعلق شاید آگے بھی ذکر آئے اس کے غیر محدود جلوے ہیں خدا تعالےٰ کی ہر صفت کے غیر محدود جلوے ہیں۔

غرض خدا تعالےٰ کی تمام صفات کا یہی حال ہے کہ وہ بے مثل و مانند ہیں بعض مذاہب میں یہ غلط تصور پیدا ہو گئے کہ بعض صفتوں میں انسان خدا تعالےٰ کی مثل بن جاتا ہے یہ غلط ہے۔ عقلاً بھی غلط ہے۔ یا یہ تصور بھی پایا جاتا ہے کہ بعض صفات میں خدا تعالےٰ ناقص ہے وہ بھی انسان کی مثل بن سکتا ہے۔ اگر وہ ناقص ہو یہی ناقص ہونے کو لے لیتا ہوں۔ اگر ایک صفت میں بھی اللہ تعالےٰ کو ناقص سمجھا جائے تو امکان پیدا ہو گیا کہ ہر صفت میں ہی وہ ناقص ہو سکتا ہے اور اگر یہ امکان پیدا ہو جائے تو اللہ تعالےٰ کی توحید قائم نہیں رہ سکتی اور یہ حقیقت کہ وہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں واحد و یگانہ ہے جیسا اپنی ذات میں ویسا اپنی صفات میں بھی اپنے افعال میں بھی اور اپنی قدرتوں میں بھی۔

میں نے صفاتِ باری تعالےٰ سے تعلق رکھنے والی چند ایک باتیں ہی اس وقت کے لئے منتخب کی ہیں۔ پہلی بات میں نے یہ بتائی کہ خدا تعالےٰ اپنی ذات میں بے مثل و مانند ہے۔ اس کے بعد دوسری بات میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی اُلوہیت اس کی قدرتِ غیر محدودہ سے وابستہ ہے یعنی ایک تو وہ بے مثل و مانند ہے اور دوسرے اس کی قدرتیں غیر محدود ہیں اور خدا تعالےٰ کی قدرتوں کو قانون کے طور پر کسی حد کے اندر گھیر لینا انسان کا کام نہیں۔ یہ ناممکنات میں سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا شناسی کے لئے ایک بہت زبردست بنیاد یہ ہے کہ خدائے ذوالجلال کی قدرتیں بے انتہا سمجھی جائیں۔ اسلامی تعلیم سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی جو غیر محدود قدرتیں ہیں ازلی ابدی طور پر خدا تعالےٰ ان کے جلوے دکھا رہا ہے اور ان ازلی ابدی صفات کے مطابق ——— وہ اپنا کام کر رہا ہے۔ خدا تعالےٰ کی یہ صفات ہر مخلوقِ ارضی و سماوی پر مؤثر ہو رہی ہیں اور مخلوقات پر جو اثر پیدا ہوگا اس کو ہم عربی میں آثار الصفات بھی کہہ سکتے ہیں یعنی صفات کا جو اثر پیدا ہوا۔

آثار الصفات یعنی خدا تعالےٰ کے متعلق یہ حقیقت کے

ازلی ابدی صفات

کے موافق کام کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کی غیر محدود صفات کے جلوے مخلوقِ ارضی و سماوی پر یعنی کل کائنات پر مؤثر ہو رہے ہیں۔ ساری مخلوق پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ ان آثار الصفات کا نام سنّت اللہ یا قانونِ قدرت ہے یعنی خدا تعالےٰ کی صفات جو ساری مخلوق پر اثر انداز ہو رہی ہیں یہ خدا تعالےٰ کی صفات کے آثار ہیں اسی کو ہم سنّت اللہ یا قانونِ قدرت کہہ سکتے ہیں۔

خدا تعالےٰ کی صفات میں کوئی تضاد نہیں پس ایک طرف تو اس کی صفات کے غیر محدود جلوے اس کی ساری مخلوقات پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور دوسری طرف ہر چیز اپنے اندر ایک ایسی خاصیت رکھتی ہے کہ جس سے وہ خدا تعالےٰ کی غیر متناہی قدرتوں سے اثر پذیر ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی خدا تعالےٰ کا یہ فعل کہ اس کی غیر محدود قدرتوں کے جلوے اس کی مخلوق پر اثر انداز

ہوتے ہیں اور خدا تعالےٰ کا اپنی مخلوق کو ایسا بنا دینا کہ اس کی مخلوق خدا تعالےٰ کے بیشمار جلووں سے اثر قبول کرتی رہے۔ زمین و آسمان میں جو چیز بھی ہے وہ خدا تعالےٰ کی غیر متناہی قدرتوں سے اثر پذیر ہوتی ہے پہلے ہوتی رہی اور آئندہ ہوتی رہے گی اس سے عقلاً یہ نتیجہ نکلا کہ اشیاء کے جو خواص ہیں چیزوں کی جو خاصیتیں ہیں وہ کبھی ختم نہیں ہوتیں یعنی انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ ان میں بے شمار خواص پیدا ہو گئے ہیں کیونکہ

خدا تعالےٰ کے بے شمار جلووں سے

خدائی صفات کے غیر محدود جلووں سے انہوں نے اثر قبول کیا ہے پس ان کی خاصیتیں بے شمار ہو گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خواہ ہم ان پر اطلاع پائیں یا نہ پائیں لیکن ہیں وہ بے شمار آجکل سائنس میں بہت تحقیق ہو رہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خشخاش کا دانہ لے لو اس پر جتنی تحقیق ہو چکی ہے اس سے کہیں زیادہ خشخاش کے دانے کے اندر خواص ہیں کیونکہ ہر چیز میں بے شمار خواص ہیں چنانچہ عرصہ عرصہ کے بعد ہمیں انسانی تحقیق اور علم کے میدان میں اسی کی کوشش کی جو تصویر نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے پہلے افیم کی مثال دی تھی کہ ایک وقت میں افیم ایک چیز سمجھی جاتی تھی۔ پھر سائنسدانوں نے تجربہ کیا پھر انہوں نے کہا کہ اس کے اندر ۱۴ ست ہیں یہ بھی میں نے ایک دفعہ پڑھا تھا کہ افیم میں ۱۴ ست پائے جاتے ہیں پھر ان کو تسلی ہو گئی اور مزید تحقیق اور ریسرچ انہوں نے چھوڑ دی پھر کچھ عرصے کے بعد سائنسدانوں نے کہا کہ کچھ اور تحقیق کرنی چاہیئے پھر انہوں نے اور تحقیق کرنی شروع کی پھر انہوں نے کہا کہ ۱۹ ست ہیں یہ میں مثال دے رہا ہوں۔ پھر جس طرح جانور جگالی کرتا ہے انہوں نے کہا کہ اچھا اب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اب ۱۹ ست بن گئے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد نوجوان سائنسدان میدان میں آئے انہوں نے کہا کہ پہلوں نے ریسرچ کی تھی ہم کیوں پیچھے رہیں پھر انہوں نے ریسرچ کی اور انہوں نے کہا ۲۶۔ ۲۷ ست ہیں پھر اسی پر تسلی پکڑ لی اور کچھ عرصہ اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی پھر ایک نئی نسل پیچھے سے آگئی، نوجوان سائنسدانوں کی اس نے کہا میں کیوں پیچھے رہوں پھر اس نے ایک

نئی ہمّت اور عزم کے ساتھ

ریسرچ شروع کی اور پھر اس نے کہا کہ افیم میں ۳۶ کے قریب ست ہیں۔ میرے آخری علم کے مطابق یہی ہے اس کے بعد اور بہت سی ریسرچ ہوئی ہے جس کا مجھے پتہ نہیں غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چونکہ خدا تعالےٰ کی صفات کے غیر محدود جلوے اس کی ساری مخلوقات پر ہر وقت ظاہر ہو رہے ہیں اور ہر مخلوق کو خدا تعالےٰ نے یہ خاصیت دی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے جلووں سے اثر قبول کرے اس لئے خواص اشیاء غیر محدود ہیں اور آدمی ان کی حد بندی نہیں کر سکتا۔

پس بڑا عظیم علم ہے جو ایک مسلمان کو دنیاوی طور پر دیا گیا تھا تا کہ وہ اپنی علمی تحقیق میں کسی جگہ کھڑا نہ ہو جائے۔ لیکن ہماری بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم کھڑے ہو گئے اور پیچھے رہ گئے۔ ایک وقت میں سپین کی مسلمان یونیورسٹیاں یورپ کے بڑے بڑے علماء کو اپنی طرف کھینچ لینے کی توفیق پاتی تھیں اور وہاں بڑی عمر کے اور اپنی دنیا کے مانے ہوئے سکالرز اور محقق مزید علم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے اگر مسلمان آگے بڑھتے رہتے تو ہمیشہ یہی کیفیت رہتی۔ لیکن خدا کی یہ مصلحت تھی روک پیدا ہو گئی لیکن اب اسلام کی ترقی کا دوسرا دور شروع ہو رہا ہے اور ایک احمدی دماغ کو میں کہتا ہوں کہ کسی جگہ ٹھہرنا نہیں۔ کیونکہ خدا نے کہا ہے کہ کوئی چیز بھی لے لو خشخاش کا دانہ ہو یا ایٹم کا ذرہ اس کی تحقیق کسی جگہ ختم نہیں ہوتی۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جو کچھ حاصل کرنا تھا حاصل کر لیا اور اب باقی کچھ نہیں رہا صرف پھوک رہ گیا ہے۔ پھوک کوئی نہیں ہے کیونکہ مثلاً سائنٹفک ریسرچ کا تحقیق کا جو دس سالہ زمانہ تھا ان دس سالوں میں پتہ نہیں۔

خدا تعالےٰ کی صفات

کے کتنے نئے جلووں کو ان اشیاء نے جذب کیا اور ان کی ہیئت پہلے سے

مختلف ہو گئی۔

ان حقائق کے بیان سے ایک اور نتیجہ نکلتا ہے بڑا زبردست نتیجہ۔ وہ یہ ہے کہ چونکہ خدا تعالےٰ اپنی صفاتِ کاملہ کے ساتھ غیر محدود اور غیر متناہی ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کی ان صفات کے غیر محدود جلوے خدا تعالےٰ کی مخلوق پر ہو رہے ہیں اور ان جلووں سے ایک اثر پیدا ہوتا ہے اور یہی منشاء ربّی ہے اور مخلوق کو یہ خاصیت دی گئی ہے کہ وہ اس اثر کو قبول کرے اس لئے انسان بڑا ہی نادان ہوگا کہ اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ آثار الصفات کو یعنی غیر محدود جلووں کے نتیجہ میں جو مخلوق کی غیر محدود خاصیتیں رکھنے والی چیزیں ہوں ان کو اپنے تجربے یا عقل یا اپنے مشاہدے کے اندر باندھا جا سکتا ہے اور محدود کیا جا سکتا ہے اس واسطے قوانینِ قدرت محدود نہیں ہیں (میں نے پہلے بتایا تھا کہ آثار الصفات کا نام ہی سُنّت اللہ اور قانونِ قدرت ہے) اور نہ ہمارا تجربہ ان کی حد بندی کر سکتا ہے جیسا کہ خود ہمارے تجربے نے بتایا ہے کہ وہ نہیں کر سکتا مثلاً آج سے سو سال پہلے جتنی ریسرچ ہوئی ہے اس ریسرچ نے اس تحقیق نے پہلے قدم پر ہمیں بتایا ہے کہ ہماری تحقیق حد بندی نہیں کر سکتی۔ ہمارا فہم اس کی حد بندی نہیں کر سکتا جن کی آنکھیں کھلی ہیں ان کو ہر روز کوئی نہ کوئی نئی چیز خدا کی قدرت کے اندر نظر آتی ہے اور مشاہدہ ان کو بتاتا ہے کہ وہ حد بندی نہیں کر سکتا اور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ کہنا غلط ہے کہ جو قوانینِ قدرت ہمیں معلوم ہیں بس وہی ہیں ان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ کیونکہ اگر آثار الصفات کا نام ہی سُنّت اللہ اور قوانینِ قدرت ہے تو

قوانینِ قدرت بھی غیر محدود ہیں

اور انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا میں نے ابھی بتایا ہے کہ ہمارا مشاہدہ بھی ان کا احاطہ نہیں کر سکتا ہماری بہت سی تحقیق مشاہدہ کے نتیجہ میں ہے یعنی لیبارٹریز وغیرہ میں نہیں، بلکہ بس ایک چیز سامنے آ گئی اور اس نے ایک سبق دے دیا۔ مثلاً میں نے ایک مضمون پڑھا کہ امریکہ میں ایک شخص تھا اس کا صرف ایک باغ تھا بڑا باغ تھا۔ اور بڑے پیسے کماتا تھا۔ اسی پر اس کا گزارہ تھا اور گزارے کی کوئی زمین کے پاس نہیں تھی موسمِ بہار میں جب پتے نکلے اور درخت پھل سے لد گئے تو اس نے دیکھا کہ "تیلا" یعنی پتوں وغیرہ کو کھانے والے اور نقصان پہنچانے والے کیڑے نے اس کے باغ پر شدید قسم کا حملہ کیا ہے وہ بڑا سخت پریشان ہوا کہ میری تو روزی ہی یہ ہے اگر سارا پھل مر گیا تو میں کھاؤں گا کہاں سے تب اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ میں اپنے باغ میں جا کر پھروں اور دیکھوں کہ کوئی جڑی بوٹی ایسی بھی ہے جس پر اس بیماری نے، اس کیڑے نے حملہ نہیں کیا تو اس کو اپنے باغ میں ہی اس کو ایسی جڑی بوٹیاں مل گئیں جن پر اس "تیلے" نے اس کیڑے نے حملہ نہیں کیا۔ چنانچہ اس نے ان کو اکھیڑا ان کا جوشاندہ بنایا اور اس کا اسپرے کیا اور سارا کیڑا مر گیا۔ اب یہ پہلی دفعہ اس کے مشاہدہ نے اس کو بتایا جو سمجھتا تھا کہ کیڑے مار دوائیاں جو بن سکتی تھیں بن گئیں۔ اب اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو میں نے ایک مثال دی ہے کہ جہاں انسانی دماغ ٹھہرا ہوا تھا۔ مشاہدے نے اس کو دھکا دے کر اور آگے بڑھا دیا۔ جہاں تم ٹھہرے ہو سمجھے وہ انتہا نہیں آگے بھی دروازہ کھلا ہے پھر آگے دروازہ کھلا ہے انسان نے اپنی پیدائش سے ہوش سنبھالنے کے بعد سے اس وقت تک پتہ نہیں کتنے

غیر محدود مشاہدات

کئے یعنی ہم ان کی حد بندی نہیں کر سکتے ویسے تو انسان محدود ہے لیکن بیشمار مشاہدات ہیں ہم ان کو شمار میں نہیں لا سکتے اس واسطے ہم کسی جگہ ٹھہر نہیں سکتے خدا تعالےٰ نے ہمارے سامنے بہت بڑا علمی میدان کھول دیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جس کی قدرتیں صرف ہماری عقل اور قیاس تک محدود ہیں اور آگے کچھ نہیں بلکہ ہم اس خدا کو مانتے ہیں جس کی قدرتیں اس کی ذات کی طرح غیر محدود اور ناپیدا کنار اور غیر متناہی ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی صفات پر غور کرنے سے ہمیں ایک بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بغیر ان امور کے جو اس کی شان کے مخالف ہیں یا اس کے وعدوں کے برخلاف ہیں وہ ہر بات پر قادر ہے خدا تعالےٰ تو اپنے وعدہ کا پکا ہے اس لئے اگر کوئی یہ پوچھے کہ کیا خدا تعالےٰ اپنا وعدہ توڑ سکتا ہے تو یہ سوال پوچھنے والے کی حماقت ہے خدا تعالےٰ کی شان میں تو کوئی [illegible] نہیں آئے گا وہ اپنے وعدے نہیں توڑا کرتا آپ فرماتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ

اس معنی میں قادر نہ ہوتا کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے تو پھر ہم اس سے کیا اُمید رکھ سکتے ہیں جو ہر موقع پر اور ہر ضرورت کے وقت اور ہر تکلیف میں اور ہر بھلائی اور خیر کے پانے کے لئے اس کے آگے جھکتے اور اس سے دعائیں کرتے ہیں تو اس کی بنا دیں امید ہے کہ کوئی چیز اس کے آگے انہونی نہیں ہماری دعاؤں کی قبولیت اس بات پر موقوف ہے کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے مثلاً ایک بیمار ہے اس کے لئے ہم دُعا کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ مادی ذرات میں بھی تبدیلی پیدا کر سکتا ہے اور نئی قوتیں اور طاقتیں دے سکتا ہے اور رُوح میں بھی نئی قوتیں اور طاقتیں پیدا کر سکتا ہے تبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمتِ محمدیہ کیلئے دعائیں کرکے اس اُمت کے اندر ایک عظیم رُوحانی انقلاب پیدا کر دیا ہے یہ ان کے رُوح کے اندر ہی تھا بس وہ ذرات میں نئی قوتیں پیدا کر سکتا ہے وہ ہر چیز کر سکتا ہے جو اس کی عظمت اور ارفع شان کے خلاف نہ ہو اور اسی وجہ سے وہ دعاؤں کو قبول کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ایک شخص بیمار ہو جاتا ہے بڑے بڑے ماہر آتے ہیں اور اس کا علاج کرتے ہیں اس کو دوائیاں دیتے ہیں لیکن اس کو آرام نہیں آتا یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے وہ حکم آسمان سے نازل ہوتے ہیں ایک تو خدا تعالےٰ دوا کو کہتا ہے کہ اس پر اثر نہ کر اور ایک اس بیمار کے جسم کے ذرات کو حکم دیتا ہے کہ اس اثر کو قبول نہ کرو اور وہ علاج میں لگا رہتا ہے۔ وہ ہفتے گزرے وہ مہینے گزرے اور آرام نہیں آ رہا ہے۔

خدا کا ایک [illegible]

خدا کے حضور جھکتا ہے اور اس بیمار کے لئے [illegible] ایک طرف، دوا کو حکم دیتا ہے کہ [illegible] کے جسم کے ذروں کو حکم دیتا ہے کہ اس اثر کو [illegible] پہلے اثر ثابت ہو رہی تھی [illegible] تعالےٰ کی صفات پر جب ہم غور کرتے ہیں تو [illegible] ہے اللہ تعالےٰ اس دعا کو قبول کر [illegible] مؤثر بن جا اور دوسری طرف بیمار [illegible] وہی دعائیں جو [illegible] اندر ایک اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ پس خدا [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ہماری روحانی بھلائی کے لئے ایک اور صفت کا پہچاننا بھی ضروری تھا میں اس کو لیتا ہوں میں نے کہا تھا کہ میں مختصراً یہ مضمون بیان کر دوں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود صفات کے متعلق تو غیر محدود بیان چاہئیے۔ نہ آپ کی عمر غیر محدود کہ سن سکیں نہ میری یا کسی اور کی عمر اتنی لمبی کہ وہ سُناتا چلا جائے خدا تعالےٰ کے جلوے تو غیر محدود ہیں وہ بڑا شان والا ہے وہ صفت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ مالک ہے ہر چیز کا مالک ہے وہ ہمارے جسموں کا بھی مالک ہے وہ ہماری جان کا بھی مالک ہے وہ ہماری تو تولیں صلاحیتوں اور طاقتوں کا بھی مالک ہے وہ ہماری اولاد کا بھی مالک ہے ہمارے پاس جو دولت پیسے اور دوسرے اموال وغیرہ ہیں ان کا بھی مالک ہے۔ اصل مالک حقیقی مالک وہی ہے اور ہمارا کچھ نہیں خدا تعالیٰ کی مالک ہونے کی صفت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمارا کچھ نہیں اور چونکہ

خدا تعالےٰ مالک ہے

اس لئے انسان کو یہ جاننا چاہئیے کہ اس کے مقابل پر تمام حقوق سلب ہو جاتے ہیں مالک سے جو مُجھ تو اس کے مقابل پر حق کیا یعنی خدا تعالےٰ کو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میرا لڑکا تھا تو نے کیوں چھین لیا یا میرا روپیہ تھا تو نے کیوں ایسے سامان پیدا کر دئے کہ وہ ضائع ہو جائے یا میرا آسم تھا اس کو فلاں نے کیوں کر دیا کچھ بھی میرا نہیں سب اسی کا ہے یہ ہے مالک ہونے کے معنی اس صفت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ پڑھ کر آج کے خطبہ کو میں ختم کر دوں گا۔ آپ فرماتے ہیں:-

"انسان نے جو اپنے مالکِ حقیقی کے مقابل پر اپنا نام بندہ رکھا یا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کا اقرار کیا یعنی ہمارا مال جان بدن اولاد سب خدا کی ملک ہے تو اس اقرار کے بعد اس کا کوئی حق نہیں رہا جس کا وہ خدا سے مطالبہ کرے اسی وجہ سے وہ لوگ جو درحقیقت عارف ہیں باوجود صدہا مجاہدات اور عبادات اور خیرات کے اپنے تئیں خدا تعالےٰ کے رحم پر چھوڑتے ہیں اور اپنے اعمال کو کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے اور کوئی دعویٰ نہیں کرتے کہ ہمارا کوئی حق ہے یا ہم کوئی حق بجا لائے ہیں۔ کیونکہ درحقیقت نیک وہی ہے جس کی توفیق سے کوئی انسان نیکی کر سکتا ہے اور وہ صرف خدا ہے پس انسان کسی اپنی ذاتی لیاقت اور ہنر کی وجہ سے خدا تعالےٰ سے انصاف کا مطالبہ ہرگز نہیں کر سکتا قرآن شریف کی رو سے خدا کے کام سب مالکانہ ہیں" (چشمہ معرفت صفحہ [illegible] بحوالہ روحانی خزائن جلد [illegible]) ۔۔۔ دعا کرنی چاہئیے کہ اللہ تعالےٰ ہم میں سے ہر ایک کو حقیقی عرفان عطا کرے تاکہ ہم صحیح راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے پیار اور اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین ؕ

جلسہ سالانہ ربوہ سے قبل منتظمین جلسہ کو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی زرّیں ہدایات

اور "وَسِّعْ مَکَانَکَ" کی بشارت الٰہیہ کی بصیرت افروز تشریح

ربوہ ۲۲ر فتح/دسمبر آج تیسرے پہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر جلسہ سالانہ میں تشریف لاکر جلسہ کے موقع پر رضاکارانہ طور پر خدمات بجا لانے والے جملہ کارکنان سے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا جس میں حضور نے پوری بشاشت اور ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانانِ کرام کی خدمت کرنے کی نصیحت فرمائی اور بتایا کہ یہ خدمت درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا انعام ہے جس پر ہم اس کا جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے حضور نے اپنے بصیرت افروز خطاب کے بعد اجتماعی دعا کرائی اور پھر جملہ ناظمین اور بعض دیگر کارکنان کو مصافحہ کا شرف بخشا اور یوں انتظامات جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا جس کے ساتھ ہی جملہ کارکنانِ جلسہ اپنے اپنے مفوضہ فرائض ادا کرنے کیلئے سرگرمِ عمل ہو گئے اور تمام نظامتوں نے اپنے کام کی رفتار کو تیز سے تیز تر کر دیا۔ اس تقریب میں ہمارے دو امریکن نو مسلم بھائی بھی بصد شوق شامل ہوئے جو زائر کی صورت میں گزشتہ شب ربوہ پہنچے تھے ان کے علاوہ انڈونیشیا افریقہ اور یورپ کے مختلف ممالک سے تشریف لانے والے احمدی دوست بھی اس موقع پر موجود تھے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بعد نماز عصر چار بجے دفتر جلسہ سالانہ کے احاطہ میں تشریف لائے جبکہ جلسہ کے تمام شعبوں کے جملہ کارکنان ہزاروں کی تعداد میں اپنے اپنے ناظمین کی سرکردگی میں مقررہ جگہوں پر ایک خاص ترتیب سے ایستادہ تھے۔ حضور کے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو کہ مکرم لئیق احمد صاحب طاہر نے کی تلاوت کے بعد حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا:-

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت سے اسلام کی خدمت کے لئے قائم کی گئی ہے اس لئے اس کی زندگی میں وسعت بھی ہونی چاہیئے اور روحانی علوم کے لحاظ سے گہرائی بھی اور رفعت بھی ہونی چاہیئے کہ ہم عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اپنی کوششوں کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہم سے زیادہ میں یہ بشارت دی کہ وَسِّعْ مَکَانَکَ یعنی چونکہ تمہاری تعداد بڑھتی چلی جائے گی اس لئے اپنی رہائش گاہوں میں وسعت پیدا کرتے چلے جائیں اگر دیکھا جائے تو صرف یہی ایک بات صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبردست دلیل ہے۔ ایک شخص ایک غیر معروف اور گمنام گاؤں سے اکیلا اُٹھتا ہے ساری دنیا اس کی مخالفت کرتی ہے۔ لیکن خدا اسے کہتا ہے کہ فکر نہ کرو اور اپنے گھروں کی گنجائش کو بڑھاؤ کیونکہ تمہارے پاس آنے والوں کی تعداد بہر حال بڑھتی چلی جانی ہے حضور نے فرمایا جماعت پر ۱۹۷۴ء کا جو ایک سخت سال آیا اس میں خدا نے مجھے بھی بڑے پیار کے ساتھ اس الہام کی طرف متوجہ کیا تھا جلسہ سالانہ کے یہ انتظامات ہر سال ہمیں یہ یاد دلاتے ہیں کہ کس طرح یہ خدائی الہام اور وعدہ پورا ہو رہا ہے اور کس طرح ہر سال جلسہ پر آنے والوں کی تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ افسر جلسہ سالانہ کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہی ہوتا ہے کہ مہمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے مطابق ان کی رہائش کا انتظام کس طرح کیا جائے

حضور نے کارکنان جلسہ سالانہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو پوری لگن بشاشت ہمدردی اور فراست کے ساتھ ہنستے مسکراتے چہروں سے آنے والے مہمانوں کی خدمت کرنی چاہیئے ہمارے ہر کارکن میں یہ احساس ہونا چاہیئے کہ مہمانوں کی یہ خدمت درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ایک اتنا بڑا ہم پر انعام ہے کہ اس پر ہم اس کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ سب کو ایسی خدمت کی توفیق دے جو اس کے حضور قبول ہو۔ آپ نے اس مہدی معہود کے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے جسے وَسِّعْ مَکَانَکَ کی بشارت دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعداد اور اموال کے لحاظ سے جماعت میں خواہ کتنی بھی وسعت ہو جائے رضاکارانہ خدمت کا یہ سلسلہ انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خدمت کا موقع دیا ہے خدا کرے کہ آپ اس سلسلہ میں آنے والی نسلوں کے لئے ایک ایسا نمونہ بنیں جسے تاریخ محفوظ رکھے اور آئندہ آنے والے لوگ اس سے فائدہ اُٹھائیں۔

چار بج کر ۲۵ منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ بصیرت افروز خطاب ختم ہوا۔ جس کے بعد اجتماعی دُعا ہوئی اور پھر حضور نے کارکنان کے درمیان تشریف لے جا کر جملہ ناظمین کو شرفِ مصافحہ بخشا بعدہٗ حضور نے کچھ دیر کے لئے دفتر جلسہ سالانہ کے کمرہ میں تشریف لے جا کر اپنے خدام اور بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے دوستوں کے ہمراہ چائے نوش فرمائی اور پھر اجتماعی دُعا کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

فہرست ۱۸

منظوری انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ کے عہدیداران کے انتخاب کی آئندہ تین سال کیلئے یعنی اپریل ۱۹۸۰ء تک نظارت ہذا کی طرف سے منظوری دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان عہدیداران کو اپنے فضل و کرم سے ہر رنگ میں خدمت کی توفیق بخشے اور اپنے فضلوں و رحمتوں سے نوازے آمین

ناظر اعلیٰ قادیان

جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک اسٹیٹ)

صدر جماعت: مکرم غلام محی الدین صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت: ،، غلام ناظم الدین صاحب
سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ: مکرم حبیب الدین صاحب
،، مال: مکرم قریشی عبد الحکیم صاحب ایم اے

جماعت احمدیہ سرینگر (کشمیر)

صدر جماعت: مکرم بابو تاج الدین صاحب
نائب صدر: ،، ماسٹر نذیر احمد صاحب
سیکرٹری تبلیغ و تربیت: مکرم پروفیسر مبارک احمد صاحب
سیکرٹری مال امام الصلوٰۃ و تعلیم: مکرم خواجہ عبد العزیز صاحب
،، امور عامہ: مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب
،، تحریک جدید و وقف جدید: مکرم قریشی عبد السلام صاحب
آڈیٹر: مکرم منشی غلام نبی صاحب

جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائنز (بہار)

صدر جماعت: مکرم شیخ ابراہیم صاحب
نائب صدر: ،، منور احمد صاحب
سیکرٹری مال: ،، شیخ ہمدم صاحب
،، امور عامہ: ،، شیخ نیر واحد صاحب
،، تعلیم و تربیت: ،، منصور خان صاحب
،، تحریک جدید: ،، شرافت احمد خان صاحب
سیکرٹری وقف جدید: مکرم شیخ اوراب صاحب
،، جوبلی فنڈ: ،، محمد حکیم صاحب
،، ضیافت: ،، شیخ ضمیر احمد صاحب
امین: ،، لیفٹیننٹ خان صاحب
قاضی: ،، مبارک احمد صاحب
سیکرٹری تبلیغ: ،، شیخ بشارت احمد صاحب

درخواست دُعا

مکرم ظہیر احمد صاحب ابن مکرم قدرت اللہ صاحب آف چنداپور کا ماریڈی کو انیکٹرک بورڈ کاماریڈی کی جانب سے آندھرا میں آئے طوفان سے متاثرہ علاقوں میں امدادی کام کے سلسلہ میں بھیجے وارث گنٹور۔ کرشنا وغیرہ بھجوایا جا رہا ہے موصوف نے مبلغ ۱۰/- روپے درویش فنڈ اور مبلغ ۱۰/- روپے صدقہ کی مد میں بھجوا کر تمام احباب سے دُعا کی درخواست کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ خدمت محض حصولِ رضائے الٰہی کے لئے بجا لانے کی توفیق دے۔ اور زاں سکتے پیچھے ان کے اہل و عیال کا حافظ و ناصر ہو آمین (ناظر بیت المال آمد قادیان)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۳۵۶ ہش / ۱۹۷۷ء

قسط نمبر(۱)

ہستی باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کی صفت متکلم کی روشنی میں

از مکرم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب پی. ایچ. ڈی. سکندر آباد

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر و احسان ہے کہ وہ مجھ حقیر کو دوبارہ یہ شرف عطا فرما رہا ہے کہ میں اپنے محسن و محبوب، خالق و مالک تبارک و تعالیٰ ہستی کا ذکر پاک اس عظیم روحانی اجتماع میں کروں اور میں اپنے مولائے اعلیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ کمزور کی مدد فرمائے۔

گذشتہ سال خاکسار نے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق ان شہادتوں کا ذکر کیا جو زمین و آسمان اور کائنات عالم اور اس کا ذرّہ ذرّہ پیش کرتے ہیں اور جو علم الیقین یعنی "خدا ہونا چاہیئے" کے مقام پر لے جاتے ہیں۔ امسال خاکسار کی تقریر کا موضوع ان شہادتوں کا ذکر کرنا ہے جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے پیش کرتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ پیار کرتا ہے ان پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے اور ان کے ذریعہ اپنے نشانات ظاہر فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ذریعہ انسان کو یقین "خدا ہے" کے مقام پر پہنچتا ہے۔ عقلی دلائل یقین کے اس مرتبہ تک پہنچا دیتے ہیں کہ کائنات عالم کا ضرور ایک خدا ہونا چاہیئے لیکن مجرد عقل "خدا ہے" کے مرتبۂ یقین تک نہیں پہنچا سکتی۔

ایمان باللہ کے دو درجے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "ہمارا خدا" میں تحریر فرماتے ہیں:-

" اللہ تعالیٰ نے ایمان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک وہ ایمان ہے جس تک انسان خود اپنی عقل کی مدد سے پہنچ سکتا ہے اور دوسرے وہ ایمان ہے جس تک مجرد عقل کی پہنچ نہیں بلکہ اس مقام کے واسطے عقل کی امداد کیلئے آسمان سے بعض اور چیزوں کا نزول ہوتا ہے اور تب جا کر انسان اس مقام کو حاصل کر سکتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر (۶:۱۰۴)

یعنی انسانی بصارت خدا تک پہنچنے اور اس کا علم و عرفان حاصل کرنے سے عاجز ہے اس لئے خدا نے یہ انتظام کیا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو انسانی بصارت تک پہنچاتا ہے یعنی خود اپنی طرف سے ایسا انتظام فرماتا ہے کہ انسان خدا کا علم و عرفان حاصل کر سکے کیونکہ اگر خدا لطیف ہونے کی وجہ سے انسان کے احاطۂ نظر سے باہر ہے تو وہ خبیر بھی ہے اور جانتا ہے کہ انسان کی روحانی زندگی میرے عرفان کے بغیر ممکن نہیں۔ پس وہ خود اپنی طرف سے ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ باوجود اس کے لطیف ہونے کے انسان کو خدا کا عرفان حاصل ہو سکے۔"

(ہمارا خدا صفحہ ۳۱)

اللہ تعالیٰ کی ہستی انتہائی لطیف ہے وہ نہاں در نہاں وراء الوراء ہے وہ نور ہی نور ہے وہ سب جانداروں کی جان ہے۔ اس قدر لطیف ہستی کو ہم کیسے پہچان سکتے ہیں اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں فرماتا ہے کہ تمہاری نظریں تو مجھ تک نہیں پہنچ سکتیں میں خود ہی تمہاری نظروں تک پہنچ جاتا ہوں تا تم کو میری رؤیت نصیب ہو۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ کے مضمون کو ایک قصہ کے ذریعہ آسان طرز پر سمجھایا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"...... اس وراء الوریٰ ہستی کا پتہ کس طرح لگے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ...... اس کا پتہ الہام سے لگتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار تم خدا تک نہیں پہنچ سکتے۔ مگر اس پر گھبراؤ نہیں ہم خود تمہارے پاس آ جائیں گے۔ ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ کبھی گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے کہ ایک دفعہ ان کے پاس بادشاہ کا پروانہ آیا کہ جلدی ہمیں فلاں جگہ پر ملو۔ اس پر ان کے دوست گھبرائے کہ کیا سبب ہے کہ بادشاہ نے انہیں اس طرح بلوایا ہے۔ اور انہوں نے چاہا کہ وہ ابھی ٹھہریں پہلے وہ پتہ لے لیں کہ کیا بات ہے مگر وہ چل پڑے شام کے قریب سخت بارش آئی اور اندھیرا ہو گیا اور وہ ایک جھونپڑی میں جو جنگل میں تھی پناہ لینے پر مجبور ہو گئے وہاں جا کر انہوں نے صاحب مکان سے رات بسر کرنے کی اجازت طلب کی جو شخص اندر تھا اس نے کہا آ جاؤ۔ وہ اندر گئے دیکھا تو ایک اپاہج لیٹا ہے جب اس کو انہوں نے اپنا پتہ بتایا کہ میں فلاں ہوں تو وہ رو پڑا کہ میں مدت سے دعائیں کر رہا تھا کہ خدا مجھے آپ کی زیارت کرائے۔ معلوم ہوتا ہے خدا تعالیٰ آپ کو میرے لئے ہی لایا ہے وہ رات بھر وہاں رہے۔ صبح دوسرا ہرکارہ آ گیا کہ آپ کو اب آنے کی ضرورت نہیں رہی واپس چلے جائیں اس سے ان کو اور بھی یقین ہو گیا کہ یہ ایک الٰہی تدبیر تھی جس طرح وہ اپاہج جو چلنے پھرنے سے مجبور تھا اس بزرگ تک پہنچ گیا تھا اسی طرح ہم جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے معاملہ میں اپاہجوں سے بھی بدتر ہیں خدا تک نہیں پہنچ سکتے ہیں یعنی وہ خود ہم تک آئے اور اپنے وجود کو ہم پر ظاہر کرے اور وہ ایسا ہی کرتا ہے اور اپنی ملاقات کے پیاسوں کو خود اگر اپنے شربتِ دیدار سے سیراب کرتا ہے۔"

(ہستی باری تعالیٰ صفحہ ۱۰۱)

روحانی علوم تو الگ رہے مادی علوم کے حصول میں بھی مجرد عقل کافی نہیں ہوتی تمام سائنسدان جانتے ہیں کہ سائنسی علوم میں ترقی کرنے کے لئے نری عقل کافی نہیں بلکہ مشاہدہ اور تجربہ کی مسلسل ضرورت رہتی ہے اور نری عقل پر بھروسہ کرنے سے انسان بھاری غلطی کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک لمبے عرصہ تک فلاسفر یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم مختلف اجسام کو کسی بلندی سے نیچے پھینکیں تو جس جسم میں زیادہ مادہ ہوگا وہ جلد زمین پر آگرے گا (ارسطو کا نظریہ) گیلیلیو نے تجربہ کر کے دیکھا کہ آیا یہ نظریہ درست ہے تو پتہ چلا کہ تمام اجسام ایک ہی وقت میں زمین پر گرتے ہیں اور وہ نظریہ جو صدیوں سے مقبول چلا آرہا تھا۔ وہ غلط نکلا۔ سو سائنس کے میدان میں تجربہ عقل کا رفیق ہوتا ہے۔

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

" خدا نے جو بڑا ہی رحیم و کریم ہے اور انسان کو مراتب قطعی یقینی تک پہنچانا چاہتا ہے اس حاجت کو پوری کیا ہے اور عقل کے لئے کئی رفیق مقرر کر کے راستہ یقین کامل کا اس پر کھول دیا ہے تا نفسی انسان کا کہ جس کی ساری سعادت اور نجات یقین کامل پر موقوف ہے اپنی سعادت مطلوبہ سے محروم نہ رہے اور ہونا چاہیئے کہ نازک اور پُرخطر پُل سے کہ عقل نے شکوک و شبہات کے دریا پر باندھا ہے۔ بہت جلد آگے عبور کر کے کہ قصر عالی جو دار الامن والاطمینان ہے داخل ہو جائے اور وہ رفیق عقل کے جو اس کے یار و مددگار ہیں ہر مقام اور موقعہ میں الگ الگ ہیں لیکن از روئے حصر عقلی کے تین سے زیادہ نہیں اور ان تینوں کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ اگر حکم عقل کا دنیا کے محسوسات اور مشہودات سے متعلق ہو جو ہر روز دیکھے یا سنے جاتے یا سونگھے جاتے ہیں یا ٹٹولے جاتے ہیں تو اس وقت رفیق اس کا جو اس کے حکم کو یقین کامل تک پہنچا دے مشاہدہ صحیحہ کہ جس کا نام تجربہ ہے اور اگر حکم عقل کا ان حوادث اور واقعات سے متعلق ہو جو مختلف ازمنہ اور امکنہ میں

صدور پاتے رہتے ہیں یا صدور پاتے ہیں تو اُس وقت اس کا ایک اور رفیق بنتا ہے کہ جس کا نام تواریخ اور اخبار اور خطوط اور مراسلات ہے اور وہ بھی تجربہ کی طرح عقل کی دور آمیز روشنی کو ایسا مصفّٰی کر دیتا ہے کہ پھر اس میں شک کرنا ایک حمق اور جنون اور سودا ہوتا ہے۔ اور اگر حکم عقل کا ان واقعات سے متعلق ہو جو ماوراء المحسوسات ہیں جن کو ہم نہ آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور نہ کان سے سُن سکتے ہیں اور نہ ہاتھ سے ٹٹول سکتے ہیں اور نہ اس دنیا کی تواریخ سے دریافت کر سکتے ہیں تو اس وقت اس کا ایک تیسرا رفیق بنتا ہے کہ جس کا نام الہام اور وحی ہے اور قانون قدرت بھی یہی چاہتا ہے کہ جیسے پہلے دو مواضع میں عقل ناتمام کو دو رفیق میسر آگئے ہیں تیسرے موضع میں بھی میسر آیا ہو کیونکہ قوانین فطرتیہ میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۷۹)

پھر اپنی بلند پایہ تصنیف "اسلامی اُصول کی فلاسفی" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:—

"غرض چونکہ خدا تعالیٰ کی ذات باوجود روشن ہونے کے پھر بھی نہایت مخفی ہوئی ہے۔ اس لئے اس کی شناخت کے لئے صرف یہ نظام جسمانی جو ہماری نظروں کے سامنے ہے کافی نہ تھا اور یہی وجہ ہے کہ ایسے نظام پر مدار رکھنے والے باوجودیکہ اس ترتیب ابلغ اور محکم کو جو صدہا عجائبات پر مشتمل ہے نہایت غور کی نظر سے دیکھتے رہے بلکہ ہیئت اور طبعی اور فلسفہ میں وہ مہارتیں پیدا کیں کہ گویا آسمان و زمین کے اندر دھس گئے۔ مگر پھر بھی شکوک اور شبہات کی تاریکی سے نجات نہ پا سکے۔ اور اکثر اُن کے طرح طرح کی خطاؤں میں مبتلا ہو گئے اور بیہودہ اوہام میں پڑ کر کہیں کے کہیں چلے گئے۔ اور اگر اُن کو اس صانع کے وجود کی طرف کچھ بھی خیال آیا تو بس اسی قدر کہ اس اعلیٰ اور عمدہ نظام کو دیکھ کر یہ اُنکے دل میں پڑا کہ اس عظیم الشان سلسلہ کا جو پُر حکمت نظام اپنے ساتھ رکھتا ہے کوئی پیدا کرنے والا ضرور چاہیئے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ خیال ناتمام اور یہ معرفت ناقص ہے کیونکہ یہ کہنا کہ اس سلسلہ کے لئے ایک خدا کی ضرورت ہے۔ اس دوسرے کلام سے ہرگز مساوی نہیں کہ وہ خدا درحقیقت ہے بھی۔ غرض یہ اُن کی صرف قیاسی معرفت تھی جو دل کو اطمینان اور سکینت نہیں بخش سکتی اور نہ شکوک کو بکلی دل پر سے اُٹھا سکتی ہے اور نہ یہ ایسا پیالہ ہے جس سے وہ پیاس معرفت تامہ کی بجھ سکے جو انسان کی فطرت کو لگائی گئی ہے بلکہ ایسی معرفت ناقصہ نہایت پُرخطر ہوتی ہے۔ کیونکہ بہت شور ڈالنے کے بعد پھر آخر ہیچ اور نتیجہ ندارد ہے۔ غرض جب تک خود خدا تعالیٰ اپنے موجود ہونے کو اپنے کلام سے ظاہر نہ کرے جیسا کہ اس نے اپنے کام سے ظاہر کیا تب تک صرف کام کا ملاحظہ تسلی بخش نہیں ہے۔ مثلاً اگر ہم ایک بند کوٹھڑی کو دیکھیں جس میں یہ بات عجیب ہو کہ اندر سے کنڈیاں لگائی گئی ہیں تو اس فعل سے ہم ضرور اوّل یہ خیال کریں گے کہ کوئی انسان اندر ہے جس نے اندر سے زنجیر کو لگایا ہے۔ کیونکہ باہر سے اندر کی زنجیروں کو لگانا غیر ممکن ہے۔ لیکن جب ایک مدت تک بلکہ برسوں تک باوجود بار بار آواز دینے کے اس انسان کی طرف سے کوئی آواز نہ آوے تو آخر یہ رائے ہماری کہ کوئی اندر ہے بدل جائے گی۔ اور یہ خیال کریں گے کہ اندر کوئی نہیں بلکہ کسی حکمت عملی سے اندر کی کنڈیاں لگائی گئی ہیں۔ یہی حال ان فلاسفروں کا ہے جنہوں نے صرف فعل کے مشاہدہ پر اپنی معرفت کو ختم کر دیا ہے۔ یہ بڑی غلطی ہے جو خدا کو ایک مردہ کی طرح سمجھا جائے۔ جس کو قبر سے نکالنا صرف انسان کا کام ہے۔ اگر خدا ایسا ہے جو صرف انسانی کوشش نے اس کا پتہ لگایا ہے۔ تو ایسے خدا کی نسبت ہماری سب اُمیدیں عبث ہیں۔ بلکہ خدا تو وہی ہے جو ہمیشہ سے اور قدیم سے آپ انا الموجود کہہ کر لوگوں کو اپنی طرف بلاتا رہا ہے۔ یہ بڑی گستاخی ہوگی کہ ہم ایسا خیال کریں کہ اس کی معرفت میں انسان کا احسان اُس پر ہے۔ اور اگر فلاسفر نہ ہوتے تو گویا وہ گم کا گم ہی رہتا۔ اور یہ کہنا کہ خدا کیونکر بول سکتا ہے۔ کیا اس کی زبان ہے؟ یہ بھی ایک بڑی بے باکی ہے۔ کیا اُس نے جسمانی ہاتھوں کے بغیر تمام آسمانی اجرام اور زمین کو نہیں بنایا۔ کیا وہ جسمانی آنکھوں کے بغیر تمام دنیا کو نہیں دیکھتا۔ کیا وہ جسمانی کانوں کے بغیر ہماری آوازیں نہیں سنتا پس کیا یہ ضروری نہ تھا کہ اسی طرح وہ کلام بھی کرے۔ یہ بات بھی ہرگز صحیح نہیں ہے کہ خدا کا کلام کرنا آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے۔ ہم اس کے کلام اور مخاطبات پر کسی زمانہ تک مہر نہیں لگاتے۔ بیشک وہ اب بھی ڈھونڈنے والوں کو الہامی چشمہ سے مالا مال کرنے کو تیار ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ اور اب بھی اس کے فیضان کے ایسے دروازے کھلے ہیں جیسے کہ پہلے کھلے ہاں ضرورتوں کے ختم ہونے پر شریعتیں اور حدود ختم ہو گئیں اور تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئیں۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

اللہ تعالیٰ کا انبیاء اور صلحاء کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ

زمانۂ قدیم سے اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں پر اپنا کلام نازل فرماتا رہا ہے۔ اپنی تقریر کے شروع میں خاکسار نے قرآن مجید کی جن آیات کی تلاوت کی تھی ان کا ترجمہ سناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔

"جس طرح ہم نے نوح اور اس کے بعد دوسرے تمام انبیاء پر وحی نازل کی تھی یقیناً تجھ پر بھی ہم نے وحی نازل کی ہے اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارونؑ اور سلیمان پر بھی وحی نازل کی تھی اور ہم نے داؤد کو بھی ایک کتاب دی تھی۔ اور کئی ایسے رسول ہیں جن کی خبر ہم اس سے پہلے تجھے دے چکے ہیں اور کئی ایسے رسول ہیں جن کا ذکر ہم نے تجھ سے نہیں کیا۔ اور اللہ نے موسیٰ سے خوب اچھی طرح کلام کیا تھا۔ ہم نے انہیں (یعنی موسیٰ کے ساتھ ذکر کئے گئے رسولوں کو) بشارت دینے والے اور ڈرانے والے رسول بنا کر بھیجا تھا۔ تا لوگوں کا اُن رسولوں کے مبعوث ہونے کے بعد اللہ پر کوئی الزام نہ رہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔"

(ترجمہ از تفسیر صغیر صفحہ ۱۳۶)

قرآن مجید میں صرف چند نبیوں کے نام ہیں۔ لیکن قرآن مجید یہ فرماتا ہے۔ وان من امة الا خلا فیھا نذیر (۳۵ : ۲۵) "اور کوئی ایسی قوم نہیں جس میں خدا کی طرف سے کوئی ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو"

نیز قرآن مجید فرماتا ہے:۔

ولقد بعثنا فی کل امة رسولًا ان اعبدوا اللّٰه واجتنبوا الطاغوت

(۱۶ : ۳۷)

"اور ہم نے یقیناً ہر قوم میں کوئی نہ کوئی رسول یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ اے لوگو! تم اللہ کی عبادت کرو اور ہر سرکش سے کنارہ کش رہو"

دنیا میں جتنے بھی رسول اور نبی آئے ہیں خواہ وہ کسی ملک یا کسی قوم یا کسی زمانہ میں مبعوث ہوئے ہوں انہوں نے اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر گواہی دی ہے کہ اس دنیا کا ایک خدا ہے۔ وہ ہم سے کلام کرتا ہے۔ اور ہماری باتوں کو سنتا اور جواب دیتا ہے وہ ضرورت کے وقت ہماری مدد کرتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے یہی گواہی دی۔
حضرت نوح علیہ السلام نے یہی گواہی دی
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہی گواہی دی
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہی گواہی دی
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہی گواہی دی
حضرت کرشن علیہ السلام نے بھی یہی گواہی دی
حضرت رامچندر علیہ السلام نے بھی یہی گواہی دی
حضرت زرتشت علیہ السلام نے بھی یہی گواہی دی
حضرت کنفیوشس علیہ السلام نے بھی یہی گواہی دی

ایک حدیث شریف کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی گذرے ہیں گویا کہ ایک فوج ہے نبیوں کی جنہوں نے یہی گواہی دی ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی گواہی دی اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی گواہی دی۔ یہ سب اپنے زمانہ کے بہترین وجود تھے۔ شہادت علم کے حصول کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اگر ایک انسان یہ کہے کہ میں تو صرف اس بات کو مانونگا جس کا میں نے خود تجربہ کیا ہے تو اس کے علم کا دائرہ انتہائی چھوٹا ہو جائیگا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک سائنسدان تجربہ کرکے اپنے مشاہدات شائع کر دیتا ہے اور دوسرے سائنسدان اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ یہاں پر تو دنیا کے بہترین سے بہترین وجود متفقہ طور پر پورے یقین سے اپنا یہ مشاہدہ پیش کر رہے ہیں کہ اس دنیا کا ایک خدا ہے جس کے ساتھ ہمارے ذاتی تعلقات قائم ہیں۔ جس یقین سے ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص ہمارا باپ ہے اور فلاں ہماری ماں ہے اسی طرح ہمیں یہ

یقین ہے کہ ہمارا ایک خدا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میرے عزیزو! خوب سوچو اور غور کرو کہ دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف قوموں میں مختلف زمانوں میں لوگ پیدا ہوتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی راست گفتاری اور دیانت و امانت ہر قسم کے شک و شبہ کے احتمال سے بالا ہے اور ان کی دماغی حالت بھی پوری طرح صحیح اور تمام نقصوں سے پاک سمجھی گئی ہے۔ بلکہ وہ اپنی بے مثل راست گفتاری اور اعلیٰ دماغی طاقتوں میں دوسروں کے واسطے ایک نمونہ سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ تعداد میں بھی دس بیس یا سو پچاس نہیں بلکہ ہزاروں ہیں اور مختلف زمانوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور یہ سب لوگ دنیا کے سامنے اپنی ذاتی شہادت پیش کرتے ہیں کہ یہ دنیا و مافیہا ایک بالا ہستی کے قبضہ تصرف میں ہے اور یہ کہ ہم نے اس بالا ہستی کو اسی طرح دیکھا اور محسوس کیا ہے جس طرح غیر مادی چیزوں کو دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہمارے اسی طرح کے تعلقات قائم ہیں۔ جس طرح ہم اس دنیا کی محسوس و مشہور چیزوں کے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں۔ کیا یہ شہادت اس قابل نہیں کہ اسے قبول کیا جاوے؟ اگر یہ شہادت قابلِ قبول نہیں تو دنیا میں کوئی شہادت بھی ایسی نہیں ہو سکتی جو قابلِ قبول ہو" (ہمارا خدا صفحہ ۱۵۸)

نبیوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے نیک بندوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت والدہ محترمہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہما السلام پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہونے کا ذکر ہے۔ نبیوں کی جماعتوں میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

"یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ (۲۸:۱۴)

"جو لوگ ایمان لائے ہیں انہیں اللہ اس قائم رہنے والی اور پاک بات کے ذریعہ سے اس ورلی زندگی میں بھی ثبات بخشتا ہے اور آخرت کی زندگی میں بھی بخشے گا۔"

نیز قرآن کریم فرماتا ہے:۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ نحن اولیاؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون۔ نزلا من غفور رحیم۔ (حٰم السجدہ ۳۱ تا ۳۳)

"یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے اُن پر فرشتے اُتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے اور اس جنت میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا۔ اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی تم کو اس میں ملیگا۔ یہ بخشنے والے اور بار بار رحم کرنے والے خدا کی طرف سے مہمانی کے طور پر ہو گا۔" (۴۱:۳۱-۳۳)

قرآن مجید میں دو جنتوں کا ذکر ہے دنیوی اور اُخروی۔ اس جگہ جنت سے مراد ہر دو لی جا سکتی ہیں۔ ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام پر فرشتوں کا بڑی کثرت سے نزول ہوا کرتا تھا۔ وہ انہیں بشارتیں دیتے تھے۔ وہ وحی و الہام کے ذریعہ سے ان کے دلوں کو تقویت پہنچاتے تھے۔ وہ لوگ فرشتوں کے ذریعہ سے سچے رؤیا اور کشوف دیکھنے والے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی تھی۔ بڑی کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے تھے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی بڑی کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ نحن اولیاؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ (تذکرہ صفحہ ...) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک یہ بشارت بھی دی کہ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء (تذکرہ صفحہ ...) وہ لوگ جو دنیا چھوڑ کر دنیا کے آرام کو ترک کر کے اپنے نفسوں اور اپنے اموال کے ساتھ تیری مدد اور نصرت کو آئیں گے

ہم ان پر اپنا یہ انعام کریں گے کہ نوحی الیھم من السماء آسمان سے ان پر وحی نازل ہوا کریگی (بدر ۹/۲ الفضل ۲۶/۱)

سو اللہ تعالیٰ سے کلام پانے کا سلسلہ صرف انبیاء تک ہی محدود نہیں بلکہ صلحاء بھی اس سے وافر حصہ پاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"خود مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے اس کا تجربہ ہے۔ اب اگر مجھے کوئی سنائے کہ خدا نہیں تو میں کس طرح اس کی بات مان سکتا ہوں۔ میں تو تعجب سے اس کے منہ کو ہی دیکھونگا کہ کیسی بیہودہ بات کہہ رہا ہے۔ اگر کوئی فلسفی کہے کہ زید نہیں ہے اور اس کے نہ ہونے کے دلائل بھی پیش کرے مگر زید سامنے بیٹھا ہو تو اس فلسفی کو پاگل ہی کہا جائیگا۔ اسی طرح جس نے خدا کی باتیں سنیں اُسے اگر کوئی کہے کہ خدا نہیں ہے۔ تو وہ اُسے پاگل ہی سمجھیگا۔ پس ہزاروں نبیوں اور دوسرے لوگوں کو جو الہام ہوتے ہیں۔ اور وہ خدا کی باتیں سنتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ایک زبردست ثبوت ہے۔" (ہستی باری تعالیٰ صفحہ ۵۹) (باقی)

اخبارِ قادیان

٭۔۔۔ مورخہ ۴/۸ کو مکرم سلیم احمد صاحب مع اہل و عیال اور مکرم عبد السمیع صاحب آف امریکہ زیارتِ مقاماتِ مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۶/۸ کو واپس تشریف لے گئے۔ مکرم عبد السمیع صاحب آف امریکہ مکرم بھائی عبد الرحیم صاحب دیانت درویش کے بھتیجے ہیں۔

٭۔۔۔ مورخہ ۶/۸ کو محترم امام بشیر احمد خان صاحب رفیق۔ مکرم مبارک احمد صاحب ساقی مکرم مسعود احمد صاحب آف لندن سرینگر سے واپس قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۷/۸ کو واپس تشریف لے گئے۔

٭۔۔۔ مورخہ ۷/۸ کو مکرم افضل خان صاحب آف لندن اپنے بیٹے کے ہمراہ زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۸/۸ کو واپس تشریف لے گئے۔

٭۔۔۔ مورخہ ۸/۸ کو مکرم اکرم خان صاحب آف کینیڈا مع اہل و عیال زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور اسی روز واپس تشریف لے گئے۔

٭۔۔۔ مورخہ ۹/۸ کو مکرم مرغوب احمد صاحب آف لندن مع اہل و عیال زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے۔

٭۔۔۔ محترم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب درویش ناظر بیت المال خرچ کو حبس البول کی تکلیف شدت اختیار کر جانے کے باعث امرتسر ہسپتال میں داخل کرایا گیا ہے۔ جہاں ماہرین کے فیصلہ کے بعد ان کا اپریشن ہو گا محترم موصوف سلسلہ کے ممتاز اور مخلص مرکزی کارکن ہیں جن کا وجود بڑا ہی قیمتی ہے۔ اس لئے احباب خصوصیت سے ان کی شفا کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

نمایاں کامیابی

عزیز عبد الرشید بدر کے امتحان ایم بی بی ایس فائنل میں کامیابی کی خبر پہلے شائع ہو چکی ہے۔ ہفتہ زیر اشاعت عزیز کے حاصل کردہ نمبرات کی تفصیل موصول ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے عزیز کو فرسٹ ڈویژن میں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک! احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو ہر طرح موجب برکت بنائے آمین۔

(خاکسار: محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر)

دعائے مغفرت

مکرم شرف الدین صاحب ساکن حیدر آباد بعمر ۶۵ سال وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۰ مرحوم نے حضرت سید بشارت احمد صاحب مرحوم (امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد) کے ذریعہ احمدیت قبول کی اور آپ کے پاس ہی رہتے تھے۔ احمدیہ جوبلی ہال حیدر آباد کے خادم بھی رہے۔ مخلص اور تبلیغی جوش رکھنے والے دوست تھے۔ بیوہ اور تین بچے چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ملنے کیلئے احباب دعا فرمائیں۔

(خاکسار: ملک صلاح الدین ایم اے۔ قادیان)

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۴/۱۲ محلہ مسلم پورہ میں خاکسار نے عزیزہ مکرمہ افسری بیگم صاحبہ بنت مکرم عبد الحفیظ صاحب چکولی مرحوم یادگیر (کرناٹک) کے نکاح کا اعلان مکرم محمود احمد صاحب ابن مکرم عبد السلام صاحب تیر گر یادگیر (کرناٹک) کے ساتھ مبلغ ایک ہزار ایک سو پچیس روپے (۱۱۲۵/- روپے) حق مہر کے عوض کیا۔

اس خوشی کے موقع پر مکرم عبد السلام صاحب تیر گر نے مبلغ ۵/- روپے اعانت بدر ۵/- روپے شکرانہ فنڈ میں اور مکرم عزیزم عبد الرب صاحب چکولی نے ۵/- روپے شکرانہ فنڈ میں ادا فرمائے ہیں۔ احباب جماعت سے دعائی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔ خاکسار۔ منظور احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ یادگیر۔

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز افتتاحی خطاب بقیہ صفحہ اوّل

حضورؒ نے مہدی موعود علیہ السلام کو سلام پہنچانے کی جو عظیم دُعا فرمائی اس میں اس کی جماعت بھی شامل ہے۔ گویا اس کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلامتی کی دُعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان دعاؤں اور بشارتوں کا اہل بنائے۔ آمین۔

حضور نے فرمایا اس جلسہ کا ذکر کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اب صاف ظاہر ہے اس بنیادی اینٹ کے اُوپر جو عمارت کھڑی ہوگی اس کی بھی اللہ تعالیٰ خود حفاظت کریگا اور دُنیا کی طاقتیں اس میں روک نہیں بن سکتیں۔ اِس سلسلہ کو اللہ تعالےٰ نے اس لئے قائم کیا تا دینِ حق کو مضبوطی کے ساتھ دُنیا میں قائم کر دیا جائے۔ اور اسلام کو دنیا میں ایسے رنگ میں غالب کر دیا جائے کہ لیظھرہٗ علی الدّین کُلّہٖ کی قرآنی بشارت پوری ہو۔ یہ غلبہ تلوار یا کسی ایٹمی طاقت کے ذریعہ مقدر نہیں ہے بلکہ محبّت، پیار اور ہمدردی کے ساتھ دُنیا کے قلوب کو جیت کر اُنہیں اسلام کے جھنڈے تلے اُمّتِ واحدہ کے طور پر جمع کرنے کا کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے گویا جماعت کی تمام کمزوریوں کے باوجود اسے خدا نے اپنا ایک ہتھیار بنالیا ہے۔ تاکہ اسلام دُنیا میں غالب ہو۔ لیکن غلبۂ اسلام کی عظیم بشارتوں کو پُورا کرنے کی ذمّہ داری کو آپ نے اپنی قربانیوں کے ذریعہ پُورا کرنا ہے۔ ہماری یہ جد وجہد کسی دُنیوی اقتدار کے لئے نہیں ہے بلکہ صرف حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا جھنڈا دُنیا میں گاڑنے کے لئے ہے۔

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ وہ جماعت ہے جس میں شامل ہونے کے لئے قومیں تیار کی گئی ہیں۔ یہ بشارت آپ کو اُس زمانہ میں دی گئی جبکہ ابھی قومیں تو کیا افراد بھی آپ کی جماعت میں شامل نہ تھے۔ گو ابھی یہ بشارت پُوری ہونی ہے مگر اس کے آثار ابھی سے ظاہر ہونے لگے ہیں۔ چنانچہ ان قوموں کے ہراول دستوں کے کچھ نمونے اِس جلسہ میں بھی غیر ملکی جماعتوں کے نمائندوں کے طور پر آپ کے سامنے بیٹھے ہیں۔ حضور نے فرمایا ہمارا خدا سچّے وعدوں والا ہے۔ اور وہ علام الغیوب ہے۔ اُس نے جو وعدے کئے اُن کے پورا ہونے کے ابتدائی آثار ظاہر ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ چنانچہ دُنیا میں حق کی طرف میلان شروع ہوگیا ہے۔ عیسائیت جو اسلام کو مغلوب کرنے کی دعویدار تھی اب اُس کا اپنا یہ حال ہے کہ چرچ کے خلاف ایک انقلابی رَو شروع ہوگئی ہے۔ خود عیسائی پادری اور سکالرز عیسائیت کے بُنیادی عقائد کے خلاف کتُب لکھ رہے ہیں۔ لیکن اس میں میرا یا آپ کی کوشش کا ہاتھ نہیں۔ یہ آسمان کے فرشتے ہیں جو اسلام کی تائید میں کام کر رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا، یہ اُس جماعت کا جلسہ ہے جس نے اِس زمانہ میں اسلام کو دُنیا میں پھیلانا ہے۔ آپ میں سے ہر ایک کو اپنا مقام سمجھنا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم انتہائی حقیر اور عاجز بندے ہیں۔ ہم میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ ہم حقیر ذرّے ہیں۔ لیکن ہمارے خدا نے یہ کہا ہے کہ مَیں ان حقیر ذرّوں کے ذریعہ دُنیا میں اسلام کے حق میں وہ عظیم مذہبی اور رُوحانی انقلاب بپا کردوں گا جو کبھی نوعِ انسان نے نہیں دیکھا۔ ہم لوگ آج یہاں پر اپنی عظیم ذمّہ داریوں کو سمجھنے اور پھر انہیں ادا کرنے کا عزم کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ پس جلسہ کے ان ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرو۔ اور ایسی پاکیزہ فضا پیدا کرو جس پر فرشتے بھی رشک کریں۔ جلسہ کے ایام میں ربوہ کی پُوری فضا ایک دوسرے کو السّلام علیکم کی دُعائیں دینے سے گونج اُٹھنی چاہیئے۔ اپنے وقت کا زیادہ سے زیادہ حصّہ دُعاؤں میں گزارو۔

حضور نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس دفعہ دوست نمُایاں طور پر زیادہ تعداد میں جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔ چنانچہ کل (۲۵ر دسمبر) شام کی یہ رپورٹ ہے کہ کھانے کی پرچی کے لحاظ سے خواتین میں دو ہزار کے قریب اور مردوں میں سترہ ہزار کے قریب سالِ گذشتہ کی نسبت اضافہ ہوُا ہے۔ الحمد للہ۔ حضور نے موسم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کل ظہر و عصر کی نماز کے لئے میں باہر نکلا تو بادل چھائے ہوئے تھے اور بوندا باندی ہورہی تھی۔ مَیں نے نماز میں دُعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ نماز ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ مطلع صاف ہوگیا اور آج دُھوپ بھی نکل آئی ہے۔

آخر میں حضور نے پھر نصیحت فرمائی کہ جلسہ کے ایام میں زیادہ سے زیادہ رُوحانی فائدے اُٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نواہی سے بچنے اوامر کو ادا کرنے کی توفیق اور طاقت عطا فرمائے۔ اور اپنے فضلوں اور رحمتوں کا ہمیں وارث بنائے۔ آمین ؛

اس کے بعد حضور نے فرمایا اب ہم اجتماعی دُعا کریں گے۔ درحقیقت ہماری اجتماعی دُعا یہی ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ توحید خالص کو دُنیا میں قائم کر دے۔ اور حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کو ہر دل میں گاڑ دے۔

آمین۔

اِس کے بعد اجتماعی دُعا ہوئی جس کے بعد حضور واپس تشریف لے گئے۔ اور جلسہ کی کارروائی پروگرام کے مطابق جاری رہی ؛

دورانِ سال جلسے و یوم التبلیغ منانے کا پروگرام

برائے سال ۱۳۵۷ ہش (۱۹۷۸ء)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر سال نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام بھارت کی جماعت ہائے احمدیہ دورانِ سال جلسے و یوم التبلیغ منایا کرتی ہیں۔ امسال ۱۳۵۷ ہش (۱۹۷۸ء) کے جلسے اور یوم التبلیغ منانے کے لئے پروگرام درج کیا جاتا ہے۔ عہدیدارانِ جماعت اور جملہ مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ اس پروگرام کے مطابق اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں میں جلسے منعقد کرائیں اور یوم التبلیغ منائیں۔ اور رپورٹ باقاعدہ نظارت دعوت و تبلیغ میں بھجوا کر شکریہ کا موقع دیں۔

صدر صاحبان اور مبلغین و معلمین کرام اس پروگرام کو نوٹ فرمالیں اور پوری توجہ اور کوشش سے اس پر عمل کرائیں۔ جماعتیں اپنی سہولت کیلئے جلسوں کے انعقاد کی تاریخوں میں ردّ و بدل کر سکتی ہیں۔

(۱) یوم مصلح موعودؓ	۲۰ر تبلیغ (فروری) ۱۳۵۷ ہش (۱۹۷۸ء)	بروز پیر
(۲) یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱ر تبلیغ ۱۳۵۷ ہش (۲۱ر فروری ۱۹۷۸ء)	" منگل
(۳) یوم مسیح موعود علیہ السلام	۲۳ر امان ۱۳۵۷ ہش (۲۳ر مارچ ۱۹۷۸ء)	" جمعرات
(۴) یوم خلافت	۲۷ر ہجرت ۱۳۵۷ ہش (۲۷ر مئی ۱۹۷۸ء)	" ہفتہ
(۵) ہفتۂ قرآن مجید	۴ر تا ۱۰ر وفا ۱۳۵۷ ہش (۴ر تا ۱۰ر جولائی ۱۹۷۸ء)	بروز منگل تا پیر
(۶) یوم پیشوایانِ مذاہب	۲۲ر اخاء ۱۳۵۷ ہش (۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۸ء)	بروز اتوار
(۷) یوم التبلیغ	سال میں دو مرتبہ۔ {ماہ احسان و اخاء ۱۳۵۷ ہش مطابق ماہ جون و اکتوبر ۱۹۷۸ء}	

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

خُلاصہ خطبہ جمعہ — بقیہ صفحہ اوّل

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہی برکت سے ہم بھی اللہ تعالیٰ کے پیار کو اور اس کے قُرب کو حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین ؛

("الفضل" ۲۴ر دسمبر ۱۹۷۷ء)

VARIETY
CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
PHONES.- 52325 / 52686 P.P.
ورائٹی
چپل پروڈکٹس
مکھنیا بازار۔ کانپور
۴۲/۲۹
پائیدار بہترین ڈیزائن پر لیدر سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹروں کی خرید و فروخت اور تبادلہ کیلئے "آٹوونگس" کی خدمات حاصل فرمایئے!
آٹو ونگس
AUTOWINGS,
32 Second Main Road.
C.I.T. COLONY,
MADRAS — 600004.
PHONE NO. 76360.

منقولات

کیا یسوع مسیح کو سرینگر میں دفن کیا گیا تھا؟

لندن کی بین الاقوامی کانفرنس میں احمدیہ تھیوری پر غور ہوگا

لندن کے دو جرنلسٹ کشمیر میں یسوع مسیح کی قبر بارے ریسرچ کر رہے ہیں۔!!

صلیب پر یسوع مسیح کی موت بارے مختلف نظریات کا تجزیہ!

سرینگر ۷ رجنوری (بذریعہ تار) یسوع مسیح کی موت اور سرینگر میں اسے دفن کرنے کے بارے لندن میں شروع ہونے والی تین روزہ کانفرنس میں وچار کیا جائے گا۔ اس انٹرنیشنل کانفرنس کا اہتمام احمدیہ مسلمانوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ لندن میں اس عقیدہ کے لگ بھگ دس ہزار افراد موجود ہیں۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ یسوع مسیح کی موت صلیب پر لٹکائے جانے سے نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ اسرائیل کے آخری قبیلہ کی تلاش میں بھارت اور دُنیا کے دُوسرے کئی دیشوں میں گیا۔ ان لوگوں کے خیال کے مطابق کشمیری اسرائیل کے آخری قبیلہ میں سے ہیں۔ لندن کی احمدیہ مسجد کے امام بی۔ اے رفیق جو ان دنوں یہاں آئے ہوئے ہیں نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ یسوع مسیح بارے اس نظریہ کے سلسلہ میں سارے یورپ میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ سوالوں کے جواب میں رفیق نے کہا کہ یسوع مسیح کی قبر کے ہونے یا نہ ہونے کی تصدیق کرنے کے لئے ہر روزہ بل کی گپھا کو کھولنے کے حق میں نہیں ہیں۔ تاہم انہوں نے کہا کہ اگرچہ لوگوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ لگتی ہو تو قبر کی کھدائی کرانے میں اُنہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور کہ قبر کی کھدائی کا کام بھارت سرکار اور کشمیر سرکار کی طرف سے عوام کے تعاون اور اشتراک سے کرایا جا سکتا ہے۔ ایک اور سوال کے جواب میں رفیق نے اس بات سے اتفاق کیا کہ اگر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ یسوع مسیح کی موت صلیب پر نہیں ہوئی تو اس سے عیسائی مت کے لوگوں کے جذبات کو ٹھیس لگے گی۔ ہمارے نمائندے نے سرینگر سے اطلاع دی ہے کہ یسوع مسیح کے کشمیر میں مرنے اور سرینگر کے قریب دفن کئے جانے کی تھیوری کی جانچ پڑتال ان دنوں دو انگریز جرنلسٹ ان دنوں یہاں کر رہے ہیں۔ یہ دونوں جرنلسٹ جو لندن کے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے نمائندے ہیں، خاص طور پر اسی مقصد کے لئے بھارت آئے ہیں۔ اوائل میں اس تھیوری کا انکشاف مشہور احمدیہ لیڈر غلام احمد قادیانی نے یسوع مسیح کی "بھارت میں آمد" نامی کتاب میں کیا ہے۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کو اس بارے الہام ہوا ہے اور اس کے بعد انہوں نے اس سچائی کو دُنیا پر ظاہر کیا ہے۔

یہاں یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ مرزا غلام احمد نے اسلام میں اس تھیوری کو پھیلایا ہے۔ ان حقائق سے تقویت ملتی ہے کہ یسوع مسیح بہت ہی تھوڑے وقت کے لئے صلیب پر رہا۔ جس کی انسانی موت ممکن نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ دو دُوسرے چور جنہیں یسوع مسیح کے ساتھ سُولی پر چڑھایا گیا تھا، اُن کو جب اُتارا گیا تو اُن کی موت نہیں ہوئی تھی۔

صوفی مطیع الرحمٰن نے اپنی کتاب "یسوع مسیح کی قبر" میں لکھا ہے کہ عیسائی مت کو ماننے والوں کے عقیدہ کے مطابق یسوع مسیح دوبارہ زندہ ہو گئے اور پھر آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ اول یہ کہ مر چکا آدمی دوبارہ جسمانی طور پر زندہ ہو گیا (2) جسمانی طور پر جسم پرواز کے ذریعے آسمان پر پہنچ گیا۔ (3) کہ آسمان بھی زمین کی طرح ایسی جگہ ہے جہاں اس دُنیا کے لوگ رہ سکتے ہیں۔ تاہم چھان بین کے بعد اس سلسلہ میں کئی نئے اُمور سامنے آنے کا امکان ہے......"

(منقول از روزنامہ "ہند سماچار" جالندھر مجریہ ۸ رجنوری ۱۹۷۸ء صفحہ ۳)

تبادلہ

مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ سلسلہ احمدیہ کا تبادلہ بھاگلپور (بہار) سے جموں (کشمیر) ہو گیا ہے۔ وہ وادیٔ کشمیر میں انچارج تبلیغ ہوں گے۔ جملہ مبلغین کرام و صدر صاحبان و احباب جماعت ان سے پورا پورا تعاون فرماویں تاکہ تبلیغ و تربیت کے فرائض باحسن طور انجام پا سکیں۔ فی الحال ان کا قیام جموں میں رہے گا۔ بعد ازاں وہ سری نگر منتقل ہو جائیں گے۔ جموں میں اُن کا پتہ مندرجہ ذیل ہوگا۔

M. Hameed Kausar, Ahmadiyya Missionary.
TALAB KHATIKAN, KUCHA QAZIAN.
P.O. JAMMU (TAWI)

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منظوری ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان برائے ۱۹۷۸ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ کرم ۱۹۷۸ء کے لئے مندرجہ ذیل ممبران صدر انجمن احمدیہ کی منظوری عطا فرمائی ہے:۔

(۱) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب — (ناظر اعلیٰ۔ ناظر امور عامہ و صدر مجلس صدر انجمن احمدیہ)
(۲) مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز — ناظر جائیداد۔
(۳) مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب۔ — ناظر بیت المال۔ خرچ۔
(۴) مکرم چوہدری فیض احمد صاحب — ناظر بیت المال۔ آمد۔
(۵) مکرم قریشی منظور احمد صاحب سوز — ناظر تعلیم۔
(۶) مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی — ناظر دعوت و تبلیغ۔
(۷) مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب حیدر آباد — ممبر
(۸) مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر — ممبر
(۹) مکرم صدیق امیر علی صاحب موگرال (کیرالہ) — ممبر
(۱۰) مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ — ممبر

ناظر اعلیٰ قادیان

منظوری ممبران مجلس وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۳۵۷ ہش مطابق ۱۹۷۸ء کے لئے مجلس وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان کے ذیل کے عہدیداران و ممبران کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

(۱) محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ — انچارج وقفِ جدید۔
(۲) محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے — ممبر
(۳) " مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل — "
(۴) " مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی۔ — "
(۵) " سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب سکندر آباد — "

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

منظوری ممبران مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ کرم ۱۹۷۸ء کیلئے مندرجہ ذیل ممبران مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کی منظوری عطا فرمائی ہے:۔

(۱) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب — صدر مجلس کارپرداز
(۲) مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب — سیکرٹری مجلس کارپرداز
(۳) مکرم چوہدری فیض احمد صاحب ناظر بیت المال آمد — ممبر مجلس کارپرداز
(۴) مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری۔ — ممبر مجلس کارپرداز

ناظر اعلیٰ قادیان

تصحیح

اخبار بدر مجریہ ۵ رجنوری ۱۹۷۸ء کے صفحہ ۶ کالم ۲ آخری سے پہلی سطر میں غلطی سے "حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نظم ع اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے" شائع ہو گیا ہے جبکہ یہ نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ احباب تصحیح کر لیں۔ (ایڈیٹر)